بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمرالہی نے یہ ناول(چودہویں کاچانداززمرالہی پارٹ2)صرف اور صرف نیوایرامیگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاہے۔اس ناول(چودہویں کاچانداززمرالہی پارٹ2)کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرامیگزین(New Era Magazine)کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذاکسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یاکوئی بھی فرد بمعہ مصنف کواس کاکوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرامیگزین

WEB SPECAIL NOVEL

****

چودہویں کا چاند از زمر الہی پارٹ 2

ناولٹ

رات کی گہری تاریکی حسین ولا پہ پھیل چکی تھی۔ولا کے تمام حصوں کی بتیاں گل تھیں۔اور سب افراد گہری نیند میں۔ایسے میں ایک صرف طوبٰی جمشید کا واحد کمرہ تھا جہاں ایک ٹارچ کی سفید دھار نماں روشنی گرتی نظر آرہی تھی۔

اللہ پوچھے عمر داؤد کو جس کی وجہ سے مجھے خود چوروں کی طرح اپنے ہی چچا کے گھر جانا پڑ رہا ہے۔

نکاح کیا ہوا خود کو میرا آقا ہی مان لیا۔ہنہہ۔بڑبڑاتے اس نے کمرے کا دروازہ کھولنے سے قبل چھوٹی پوکٹ ٹارچ کو منہ میں ڈالا اور پھر پاؤں میں پہنے جوتوں کو جھک کر اُتارتے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

وہ اس وقت سٹپ میں کٹے بالوں کی پونی بنائے بلیک شمر ٹوپ اور پلین بلیک جینز میں تھی۔اور ہائی ہیلز کو اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔کہ باہر دلان میں سے گزرتے اور دیوار کودتے کہیں مسلہ نہ ہو۔

New Era Magazine

اور اگر عمر کو بھینک بھی پڑ جاتی کہ طوبٰی کے ارادے کیا ہیں۔اس نے بی جمالو بننے اور صدی کی تمام پھاپھے کٹنیوں کو بھی پیچھے چھوڑ دینا تھا۔اور وہ گھر بھر میں فساد برپا کرنا تھا کہ الامان۔طوبٰی نے بلی کی چال چلتے دلان سے گزرتے جھر جھری لے کر سوچ کو ذہن سے جھٹکا۔

منحوس باتیں مت سوچو طوبٰی ڈارلنگ فوکس فوکس۔۔۔آہستہ آہستہ پاؤں کے پنجوں پہ چلتے اس نے سیڑھیاں اُتریں اور پھر اطراف میں مشکوک نگاہ دوڑائی۔

امی کے ابا کے پاس جانے کے بعد نیچے کا پورشن اکثر خالی رہنے لگا تھا۔وہ اب تائی جان والے حصے میں رہتی تھی۔اور اس کا اور عمر کا کمرہ ایک ہی راہداری میں تھا۔طوبٰی کا کمرہ راہداری کے شروع میں تھا جبکہ عمر کا آخر میں جہاں راہداری ختم ہوتی تھی۔

نیچے کے حصے میں نیم اندھیرا تھا۔دلان میں چھت سے نسب فانوس کی مدھم روشنی گزرنے والوں کو نیم فہم سارستہ سمجھاتی تھی۔کئی دن سے خالی کمروں سے عجیب سی وحشت ٹپک رہی تھی۔اس نے فوراً ڈرتے خالی کمروں اور ویران دیواروں سے نظر ہٹائی اور پھر سے محتاط مگر اب کی بار کچھ تیز قدم اُٹھائے۔

اس کے اور دلان میں محض کچھ قدموں کا فاصلہ تھا۔اس کے اور عائشہ کے گھر میں بس چند قدموں کی دوری تھی۔بیچ میں بس۔۔۔بس ایک دیوار ہی حائل تھی جسے طوبٰی کو

New Era Magazine

پھلانگ جاناتھا۔اور دیوار اس کے لئے گویا دیوارِ برلن تھی۔ مسکراہٹ دباتے طوبیٰ نے جوش میں دلان کے دروازے کے قریب دک کر ایڑیاں اُٹھاتے چٹخنی گرانے کو ہاتھ بڑھایا۔

مگر چٹخنی تک ہاتھ نہ پہنچ سکا۔ جھنجھلائی۔پھر سے کود کر چٹخنی گرانے کی کوشش۔۔۔ ایک بار دو بار۔۔۔ مگر ہر بار ناکامی اب کی بار وہ سچ مچ جھنجھلائی تھی۔ساتھ ہی پاؤں بھی پٹخا

کیا مصیبت ہے۔

کیا اللہ جی۔۔۔ایک ہڈی زیادہ لگادیتے تو آج میں آسانی سے گھر سے بھاگ تو جاتی۔اب دیکھیں مجھے کرسی کی مدد لینی پڑے گی۔

حسرت بھری نظروں سے چٹخنی کو دیکھتے اس نے مڑنے کی کی تھی۔جب ایک دم ایک ہاتھ اس کی پشت سے نمودار ہوا۔اور سیدھا چٹخنی کی جانب بڑھا۔

طوبیٰ جہاں خوف کے مارے پوز ہوئی تھی۔وہیں ایک دم سے دل کی دھڑکن بھی گھوڑے سے ریس لگانے لگی تھی۔

لو اتنی سی بات تھی۔جاؤ اب بھاگ جاؤ۔چٹخنی گرا کر عمر نے پیچھے اس کے کان میں پھونک مارتے گویا الفاظ نہیں صور پھونکا تھا۔طوبیٰ کو لگا اس کا دل بند ہو جائے گا۔اس

نے بہت مشکل سے گلے سے اُٹھتی چیخ کا گلا گھونٹا۔اور پھر اگلے ہی لمحے آنکھوں میں

جوالہ بھائی سمیٹے اس کی طرف گھومی۔

تم انسان ہو یا چوہے۔۔۔ کس کھوڈ سے نکلتے ہو پتہ ہی نہیں چلتا۔

اور تم خود کیا ہو؟

لڑکی یا گھوڑی۔۔۔ کس طرف جاتی ہو پتہ ہی نہیں چلتا۔جواب دو بدو تھا۔طوبٰی کے تو

سر پہ لگی اور تلووں بُجھی۔

تم۔۔۔ہاتھ اُٹھا کر فوراً اسے جو کچھ سخت کہنا چاہا۔عمر نے وہی ہاتھ پکڑ کر اپنے دونوں

ہاتھ میں جکڑ لیا۔اور طوبٰی کی غصیلی آنکھوں میں جھانکا۔

کہاں بھاگ رہی تھی؟

بھاگ کب رہی تھی؟تم جیسے چمگاڈر سے کون بچ کے جا سکتا ہے۔۔۔میں۔۔۔تو

بس۔۔۔وہ یوں ہی۔۔۔سے سمجھ نہیں آیا کیا بات بنائے۔

ہوا خوری کے لئے جا رہی تھی؟مسکراہٹ دباتے اس کے نظر چورانے پہ ہاتھ کو ہلکا سا

جھٹکا دیتے اس نے ایک بہانا گھڑنے میں گویا مدد کی۔طوبٰی نے فوراً سر اثبات میں ہلایا۔

ہاں۔۔۔اور تمہیں کیا لگا۔۔۔

اور مجھے ایک بات بتاؤ۔۔۔تم سوتے بھی ہو؟اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی

کوشش کرتے۔طوبیٰ نے شرمندگی سے بچنے کو اگلی بات شروع کی تو عمر نے لمحے بھر کو چہرہ جھکا کر مسکراہٹ چھپائی۔اور پھر واپس اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

میری چھوڑو۔۔۔تم یہ مجھے بتاؤ۔۔۔اتنا تیار ہو کر کہاں ہوا خوری کرنے جا رہی تھی؟اس کے ہاتھ کو چھوڑ کر کلائی پکڑتے اس نے اب کی بار دروازہ کھولا اور پھر ساتھ لئے قدم باہر کی جانب بڑھادئے۔

گھر کی نسبت باہر روشنی تھی۔طوبیٰ نے اسے ساتھ باہر جاتے دیکھا تو بمشکل رونے سے خود کو روکا۔

بارہ بجے عائشہ کی برتھ ڈے منانے اسے اور صائقہ کو عائشہ کی طرف جانا تھا۔اور یقیناً اب بارہ بھی بجنے کو تھے۔

وہ۔۔۔بری پھنسی تھی۔

میں تمہیں کیوں بتاؤں۔۔۔۔اور ویسے بھی تیار ہونے کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔میرا دل چاہا تو میں ہو گئی تیار۔

کیوں اب تمہیں اس پہ بھی اعتراض ہے؟ڈھیٹائی تو طوبیٰ جمشید پہ ختم تھی۔

اس کے ساتھ دلان میں آکر وسط میں کھڑے ہوتے اس نے کولہوں پہ ہاتھ رکھ لئے تھے۔عمر نے سینے پہ بازو لپیٹے طوبیٰ کو سر سے پاؤں تک دیکھا۔اور ساتھ ہی دونوں ابرو

بھی اُٹھائے۔

نہیں۔۔۔ بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ویسے بھی تم کونسا عائشہ کی طرف یہ دیوار کود کے جا رہی تھی۔ہیں نا؟دیوار کی طرف اشارہ کرتے اس نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے کہا تو طوبیٰ جھنجھلا گئی۔ساتھ ہی بچوں کی طرح پاؤں پٹخے۔

عمر تم میری جاسوسی کرنی کب چھوڑو گے۔مجھے پتہ ہے تم نے میری اور صاعقہ کی ساری باتیں سُن لی ہیں۔وہ ہونٹ نکال کر پاؤں پٹختے عمر کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی تھی۔گہری رات میں عمر کا بے ساختہ قہقہ گونجا۔

تو تم یہ دیوار کودنے جا رہی تھی۔؟

ہاں اور تمہیں تو جیسے پتہ ہی نہیں۔وہ بُرا مان گئی۔

اور یہی وجہ ہے کہ گھر کے دروزے کی تم نے دن ڈھلتے ہی نگرانی شروع کر دی۔خطرہ جو تھا کہ کہیں گھر سے بھاگ نہ جاؤں۔فکر مت کرو۔۔۔کہیں نہیں بھاگ رہی۔

بس۔۔۔بس یہ ساتھ والے گھر ہی جانا ہے۔وہ بولنا شروع ہوئی تو پھر بولتی ہی چلی گئی تھی۔عمر نے گہرہ سانس لیا۔اور ساتھ ہی دن ڈھلے والی بات پہ سیاہ تاریک آسمان کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھا۔

New Era Magazine

ہاں صحیح کہا۔۔۔دن ڈھلے۔وہ اس کی ڈھٹائی پہ اب کی بار حیران دکھتا تھا۔

عمراب یہاں کھڑے ہو کر میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔میں جارہی ہوں۔اس نے اسے خود سنجیدہ نظروں سے دیکھتا پایا تو فوراً قدم دیوار کی جانب بڑھائے۔عمر نے گہرہ سانس لیا۔

طوبیٰ عمر جہاں ہو وہیں رک جاؤ۔وہ سختی سے اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔لیکن ایک بات کا تو اندازہ اسے تھا۔کہ وہ مجبور کرتی تھی۔اور بغیر سختی کہ باز بھی نہیں آتی تھی۔طوبیٰ نے دانت پیسے۔۔۔

اب کیا ہے؟وہ چیخی۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہے کہ ہر جگہ مجھے بے عزت کروانا ہے۔خبر دار جو دیوار کودنے کا سوچا بھی تو۔یہ کوئی وقت ہے کسی کے گھر جانے کا چپ کر کے چلو واپس۔۔۔صبح کرنا جو کرنا ہے۔تیز تیز بولتے اس نے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑی اور ساتھ ہی کھینچ کر واپس گھر کی طرف چلنے لگا۔

صبح تمہیں یونی بھی جانا ہے۔پھر دیر سے اُٹھو گی۔اور بہانا بناؤ گی کہ آج یونی نہیں جانا نیند بہت آرہی ہے۔جان بوجھ کے تیز تیز بولتے اس کو ساتھ گھسیٹتے وہ اسے کوئی بات کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔طوبیٰ نے شکائتی نظروں سے غائب ہوتے آسمان کی

آخری جھلک کو دیکھا تھا۔آنکھوں میں دو موٹے موٹے آنسو بھی تھے۔اور تاثر ایسا جیسے کہہ رہی ہو۔یااللہ یہ ہٹلر میرے کس گناہ کی سزا ہے۔

بخش دے میرے مولا میرے گناہ۔۔۔یہ آزمائش مزید مجھ سے برداشت نہیں ہوتی۔جبکہ آزمائش آرام سے آگے چلتی اب مسکرا رہی تھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

اس نے سرخ سوجی آنکھوں سے عائشہ کے کمرے کے دروازے کو دیکھا۔اور پھر دروازے پہ دستک دینے سے قبل ساتھ کھڑے عمر کو دیکھا تھا۔جو سینے پہ بازو لپیٹے ہونٹ بھینچے بمشکل وہاں کھڑا تھا۔جیسے بڑی مجبوری کے تحت آیا ہو۔

کمرے میں کھڑی غباروں سے گھتم گھتا صاعقہ نے دروازے پہ دستک سُنی تو فوراً گھڑی پہ وقت دیکھا۔بارہ بجنے میں محض دو منٹ تھے۔

اب آ رہی ہیں مسز عمر داؤد۔دانت پیستے اس نے اسے غصے کی حالت میں پکارے جانے والے لقب سے پکارہ اور پھر ٹیپ لگا کر بمشکل دیوار سے چپکائے جانے کو تیار غبارے کو زمین پہ پھینکتے بڑھ کر دروازہ کھولا۔مگر اس سے قبل کہ وہ طوبیٰ کو دیکھتے ہی غصے سے لیٹ آنے پہ اس کا سر پھاڑتی منہ بسورے کھڑا عمر داؤد نظر آ گیا۔

وہ سیاہ رنگ ہی شرٹ اور جینز میں بے تحاشا بے زار لگ رہا تھا۔صائقہ کو لگا اس نے

بریانی کھاتے ایک دم سے بہت ساری الائچی پھانک لی ہو۔

عمر بب۔۔بھائی آپ۔۔۔فوراً چہرے کے زاویے درست کرتے اس نے رستہ چھوڑا۔

عمر نے کمرے میں داخل ہوتے ہی جیب سے فون نکالا اور جا کر کونے میں صوفے پہ بیٹھ گیا۔ جبکہ عمر کو دیکھتی صاعقہ نے دانت پیس کر کمرے کو دیکھتی طوبیٰ کو کلائی سے پکڑ کر دبوچا تھا۔

طوبیٰ نے تکلیف سے سی کیا تو عمر نے فوراً سر اُٹھا کر آپس میں دونوں کو اُلجھتا پا کر ابرو اُٹھائے۔صاعقہ بروقت مسکرائی۔

طوبیٰ ڈارلنگ۔۔۔ذرا آنا میرے ساتھ کچن میں۔اس کا نام لے کر اس نے واضح دانت پیسے تھے۔عمر واپس اپنے کام میں لگ گیا۔تو طوبیٰ کو صاعقہ گھسیٹتے باہر لے گئی۔

اپنے اس خرناٹ شوہر کو لانے کی کیا ضرورت تھی۔"بائے ون گیٹ ون فری" صائقہ واضح عمر کے آنے پہ بدمزہ تھی۔طوبیٰ نے بیچارہ سامنہ بنا کر صاعقہ کو دیکھا۔

میں نے جس شخص کے ساتھ ساری زندگی بیتانی ہے۔تم لوگ اس کو چند منٹ برداشت نہیں کر سکتیں؟ کیسی دوستیں ہو یار۔

ہاں نہیں کر سکتیں۔۔۔ایسا انو کھا پیس۔۔۔تمھیں ہی مبارک ہو۔اگر آنا نہیں تھا تو

New Era Magazine

مت آتی۔اپنے اس قصائی شوہر کو لانے کی کیا ضرورت تھی۔دوائیوں کی دوکان۔صائقہ نے منہ بسورا تھا۔طوبیٰ کے ماتھے پہ ایک دم سے بل اُبھرے۔۔۔۔ساتھ ہی انگلی اُٹھالی۔

اے میرے ڈاکٹر کو خبردار کچھ کہا۔۔۔ورنہ یہ جو تمہاری زبان ہیں نا۔۔گدی سے کھینچ لوں گی۔آنکھیں دکھاتے اس نے صاعقہ کو مزاقاً بالوں سے پکڑ لیا تھا۔"یہ محترمہ پہ نئے ناول کا اثر تھا۔جس میں ہیرو اکثر یہ جملہ کہتا نظر آتا تھا" صاعقہ نے جھٹکے سے بال چھڑائے۔

زیادہ ڈرامہ کیا نا۔تو تمہیں اور تمہارے شوہر کو دونوں کو اُٹھا کر باہر ماروں گی۔

ایک تو لیٹ آئی اوپر سے اپنے اس آدم بےزار شوہر کو بھی اُٹھالائی۔اور اوپر سے اب ڈرامے بازی۔بڑبڑاتے اس نے سیدھا کچن کی طرف رخ کیا تھا۔مسکراہٹ دباتے طوبیٰ بھی پیچھے ہی چل دی۔

عمر نے بےزاری سے بارش کی طرح برستے غباروں کو دیکھا۔جنہیں محترمہ صاعقہ نے ٹیپ سے لگانے کی تھکی سی کوشش کرکے گئی تھی۔عمر چند پل مشکوک نظروں سے غباروں کو دیکھتا رہا۔مگر جب مسلسل گرتے غبارے برداشت نہ ہوئے تو اُٹھ کر باہر نکل گیا۔

New Era Magazine

عائشہ کہاں ہے؟آڈر کیا کیک کب کا آچُکا تھا جسے طوبٰی نہایت ندیدی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔صاعقہ جانتی تھی۔اسی لئے جواب دینے کی بجائے فرج میں رکھ کر اس کی طرف مڑی۔

وہ میرے گھر پہ تیار ہو رہی ہے۔میں نے اسے بتا دیا ہے کہ تم لیٹ آئی ہو اس لئے ابھی تیاری چل رہی ہے۔ابھی مت آئے۔

عمر کا تو۔۔۔

نہیں بتایا۔۔۔اس کی بر تھ ڈے خراب کرنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔تم نے جو کرتوت کرنی تھی کرلی۔اب کچھ دیر ہو لینے دو اسے خوش۔صاعقہ پھر سرے سے ناراض ہوئی تو طوبٰی منہ بنا کر ٹیبل پہ موجود پلیٹس کو خشک کرنے لگی۔

طوبٰی بات سُنو۔وہ دونوں کام میں مصروف تھیں جب عمر کی آواز پہ دونوں گھومیں۔طوبٰی نے ابرو اُٹھائے۔۔۔

کیا؟

آؤ تو صحیح پھر بتاتا ہوں۔ہاتھ سے اشارہ کر کے پاس بلایا۔صاعقہ نے مشکوک نظروں سے عمر کو دیکھا تھا۔

طوبٰی نے پلیٹ رکھی اور عمر کے ساتھ چل دی۔

عمر نے ہیلز کی بجائے اسے اب سینڈلز پہنوائے تھے اس لئے اب رفتا میں بھی کچھ تیزی تھی۔

\-------------

کمرے سے جاتے اس نے اسے بازو سے پکڑ کر کمرے میں کیا اور پھر آہستہ سے دروازہ بند کرتے اشارہ بکھرے غباروں پہ ڈالا۔

یہ دیکھو۔۔۔اس نے اشارہ ایسے غباروں کی طرف کیا تھا جیسے اس سے بڑا اور کوئی مسلہ ہو ہی نہ۔ طوبیٰ نے تعجب سے غبارے دیکھتے ایک نظر عمر کو بھی دیکھا۔

کیا؟

غبارے ہی تو ہیں۔۔۔ پھر کیا ہوا؟ وہ جیسے اس کا مسلہ سمجھی نہیں تھی۔ عمر نے گہرہ سانس لیا۔اور پھر اسے بازو سے پکڑتے بیڈ پہ بیٹھا دیا۔

تم لوگ اپنی بیسٹ فرنڈ کو اتنی بکواس پارٹی دو گی۔۔۔۔

کہتے ہو تو بینڈ باجے والے بلا لیں؟ اسے اس کے لفظ "بکواس" کہنے پہ دلی صدمہ پہنچا تھا۔ اصل میں طوبیٰ صاعقہ اور خود عائشہ نے پورے ماہ کی پوکٹ منہ بچا کر یہ ایک ملے گلے کا انتظام کیا تھا۔ عمر داؤد کے اس بے باک تبصرے نے اس کا دل دکھایا تھا۔ لیکن وہ یہ بھول گئی تھی۔ کہ عمر مسٹر فرفیکشنسٹ تھا۔ عمر نے ایک ملامتی نظر اس پہ ڈالی اور پھر

کچھ بھی کہے بغیر دو غبارے اُٹھا کر طوبیٰ کے بالوں کے ساتھ رب کرنے لگا۔ طوبیٰ یوں اُچھلی جیسے سامنے موت کا فرشتہ کھڑا ہو۔ عمر نے بمشکل ہنسی روکتے اسے دیکھا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو؟

فزکس نہیں پڑھی؟ وہ اس کی حالت سے واضح حظ اُٹھا رہا تھا۔

اور تمہیں تو جیسے میرے انٹر میں فزکس کے نمبر یاد ہی نہیں۔ وہ بُرا مان گئی۔

اسے آج بھی امی جی کی صلواتیں یاد تھیں۔ اور یاد تھا کہ کیسے رزلٹ کی خوشی میں اس نے نیا سوٹ پہنا تھا لیکن پھر تھوڑے نمبر آنے پہ وہی سوٹ اسے اپنا کفن لگنے لگا تھا۔

تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس یہاں بیٹھ جاؤ۔ دیکھنا میں کیسے تمہارے سارے غبارے لگاتا ہوں۔ دو مزید غباروں کو اُٹھا کر وہ اس کے بالوں کی جانب بڑھا تو طوبیٰ نے فوراً ڈیفینس میں ہاتھ اُٹھا لئے۔

خبردار جو تم نے میرے بالوں کو ہاتھ بھی لگایا۔ رات کا لحاظ کئے بغیر وہ چیخی تھی۔ عمر نے گہرہ سانس لیا۔

اچھا پھر تم میرے بالوں سے رب کر لو۔ وہ جیسے ہار مان گیا تھا۔

اور اس سے کیا ہوگا؟ وہ اب بھی نہیں سمجھی تھی۔ لیکن غبارے اس کے ہاتھ سے لے لئے۔۔

اس سے یہ ہو گا کہ غبارے میں کچھ میگنیٹک فیلڈز پیدا ہوں گیں جس سے غبارے چھت سے چپک جائیں گے۔

او۔۔۔طوبٰی نے متاثر ہوتے فوراً غباروں کو اس کے سر کے ساتھ رگڑنا شروع کر دیا تھا۔

چلو اور کچھ نہیں تو عمر کی آمد سے ان کا غباروں والا مسلہ تو حل ہو ہی گیا تھا۔

عائشہ مجھے تم سے بہت محبت ہے۔قسم کھاؤ کہ تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔تمہیں پتہ ہے۔میں کب سے ان پہاڑوں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔

تمہاری جُدائی نے مجھے۔۔۔۔خوبصورت آواز میں اس کے ساتھ پتھر پہ بیٹھا شخص کہہ رہا تھا۔جب اس کا لہجہ ایک دم سے بدلا۔

تمہاری جُدائی نے مجھے پاگل کر دیا تھا۔شکر ہے عائشہ ارسلان تم مجھے واپس مل گئی۔عائشہ کی آنکھیں آواز کے ایک دم سے بدل جانے پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔اس نے ساتھ بیٹھے شخص کو مسکراتے دیکھا۔تو اسے محسوس ہوا جیسے وہ مسکراہٹ اس کا مزاق اُڑا رہی ہو۔اس نے صدمے کے عالم میں فوراً ہاتھ اس کی گرفت سے نکال لئے۔

میرے شہزادے یہ تمہاری آواز ایک دم سے مردانہ سے زنانہ کیوں ہو گئی ہے۔

ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے امی بول رہی ہیں۔اس نے اپنی حیرت کا ظہار کیا تو شہزادہ

جواب میں مسکراتا اسے دیکھتا رہا۔

اس سے قبل کہ عائشہ اس کی مسکراہٹ پہ کوئی بھڑکیلا جملہ اُچھلتی کسی بھاری شے کے

لگنے پہ پتھر سے لڑھکتی سیدھی نیچے کھائی میں جا گری۔اور دل خراش آواز سارے

میں گونجی۔

امی نے اس کے مسکراتے مسکراتے ایک دم سے چیخنے پہ کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے تھے۔

عائشہ چیختی سیدھی اُٹھ بیٹھی تو امی نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھا۔

کیا قہر ٹوٹ پڑا جو ایسے چیخ رہی ہے؟

وہ میرا شہزادہ۔۔۔۔زنانہ آواز۔۔۔

امی۔۔۔کھائی۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا بول رہی ہے۔امی نے رکھ کر کندھے

پہ ایک اور لگائی تو ہم آہنگ سی ٹیس کندھے سی اُٹھی عائشہ نے ایک دم سے پوری

آنکھیں پٹپٹاتے امی کو صدمے سے دیکھا تھا۔

اچھا تو وہ آپ تھیں جس نے مجھے کھائی میں دھکا دیا۔

اپنی بیٹی کو اسی کے شوہر کے سامنے کھائی میں گرا دیا۔س کے لہجے میں صدمہ تھا۔مسز

New Era Magazine

نورین نے ملامتی نظروں سے اسے دیکھتے مڑ کر قریب ہی موجود کھڑکیوں کے پردے ہٹانے شروع کر دیئے۔

اگر تمہاری یہی حرکتیں رہیں تو اُمید ہے کہ جلد تمہیں میں خود اپنے ہاتھوں سے کسی کھائی میں دھکا دے دوں گی۔ابھی تو یہ صرف خواب تھا۔

چلو شکر ہے خواب تھا۔خواب کا سُنتے ہی اسے دلی سکون ملا تھا۔اس نے کندھا سہلاتے واپس لیٹنے کی تھی۔جب امی مڑ کر اس کی طرف لپکیں۔۔۔اس سے قبل کہ اب کی بار کوئی ہڈی پسلی ٹوٹتی وہ اُچھل کر دوسری طرف سے اُتری اور بھاگ کر باتھ روم میں روپوش ہو گئی۔

آنے دو تمہارے ابا کو۔۔۔بتاتی ہوں انہیں تمہاری حرکتیں۔

اور کمرے کا حال دیکھو ایسے لگتا کتے ناچ کے گئے ہیں۔

جب تک یہ کمرہ صاف نہیں ہوتا خبر دار جو کچن کی طرف آئی بھی۔

قالین پہ جابجا رات بھر کی ہنگامہ خیزی کے نشانات دیکھ کر مسز نورین نے باتھ روم کے بند دروازے کو دیکھتے بلند آواز میں ایک ساتھ کئی دھمکیاں دیں اور پھر غصے میں کمرے سے ہی واک آؤٹ کر گئیں۔

ایک اولاد تھی وہ بھی نااہل۔وہ جیسے غمگیں تھیں۔

New Era Magazine

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

طوبٰی نے بے دلی سے چائے کا کپ پیتے بائیں ہاتھ میں فون پکڑ رکھا تھا۔اور اب وہ ایک آن لائن میگزین کھول کر کوئی قسط وار ناول پڑھنے والی تھی۔جب دلان میں داخل ہوتے عمر نے اسے آواز دی۔

تم آج یونی کیوں نہیں گئی؟

سفید اوورآل کو صوفے کی پشت پہ ڈالتے اس نے وہ سوال پوچھا تھا جس کا جواب طوبٰی نے صبح سے تیار کر رکھا تھا۔اسے یاد نہیں تھا کہ وہ رات گھر واپس کیسے آئی تھی۔بس یہ یاد تھا کہ اس نے رات عمر کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر وہ رونا مچایا تھا۔کہ عمر خود اسے دروازے سے عائشہ کے گھر لے گیا تھا۔وہاں عمر نے غبارے لگوائے تھے۔عائشہ کو دس ہزار روپے بھی دئے تھے کہ کوئی تحفہ لے لے اور پھر چلا گیا۔کھایا پیا بھی کچھ نہیں تھا۔

طوبٰی عائشہ اور صاعقہ نے خوب ہلا گُلا کیا تھا۔آخری بات جو اسے یاد تھی وہ یہ تھی کہ وہ تینوں مووی دیکھ رہی تھیں۔پھر۔۔۔

بس پھر کے آگے سیاہ اندھیرا تھا۔۔۔۔

"پھر شائد سو گئی۔۔۔"

New Era Magazine

ٹگنو میٹری کا سوال نہیں پوچھا جو ایسے سوچ میں پڑ گئی ہو۔اس کے سامنے صوفے پہ بیٹھتے اس نے سر مئی ڈریس شرٹ کے آستین موڑتے عادت سے مجبور ماتھے پہ بل ڈالے اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔طوبٰی کے بھی ماتھے پہ بل اُبھرے۔اس نے جھولی میں دھرے فون کو اُلٹ دیا(وہ اب عمر کے سامنے ناول پڑھنے سے گریز کرتی تھی)۔اور ساتھ ہی ٹانگیں صوفے سے نیچے اُتاریں۔

عمر تم ہر وقت اتنا شو آف کیوں کرواتے ہو؟(سوال گول کر دیا)

اب کیا شو آف کروایا میں نے؟عمر کے ماتھے پہ بلوں میں مزید اضافہ ہوا تھا۔باورچی خانے میں مصروف تائی جن نے دونوں کی آوازیں سُنیں تو تاسف سے سر ہلایا۔ہر وقت دونوں کی بحث پہ اب وہ عادی ہو چکی تھیں۔

ہر وقت پڑھائی کی باتیں کرنا۔۔۔دوسروں کو ظاہر کروانا کہ تم سے بڑا کتابی کیڑا کوئی ہے نہیں۔یہ شو آف نہیں تو اور کیا ہے۔آستین چڑھائے وہ بھی لڑنے کو تیار تھی۔

اب تم خود پڑھائی میں ڈل ہو تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ورنہ میری ایسی کوئی نیت نہیں ہوتی۔اس نے صاف طوبٰی کے پہلو میں آگ لگائی تھی۔طوبٰی کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

اگر اتنی ہی بُری لگتی ہوں تو چھوڑ دو مجھے۔تب تو بڑے پھنے خان بن کے آئے تھے۔

میں کروں گا طوبٰی سے شادی۔۔۔ گو کہ ایسا کچھ عمر نے نہیں کہا تھا" یہ بھی طوبٰی کا خیال تھا۔ کہ جب دو تین رشتوں کے آنے پہ امی جی دل چھوڑ کر بیٹھ گئی ہوں گیں۔ اور کہہ رہی ہوں گیں۔ کہ اب کون کرے گا میری بیٹی سے شادی تو عمر نے ہیرو والی اینٹری دی ہو گی۔ اور کہا ہو گا کہ میں کروں گا طوبٰی سے شادی۔ بس جب سے اس نے یہ کہانی آپ ہی آپ گھڑی تھی۔ وہ اکثر عمر کو یہ کہتے نظر آتی تھی۔ اور عمر محض صبر کا گھونٹ پی کر رہ جاتا تھا۔ وہ اسے بتا بھی چکا تھا کہ رشتہ اس کی امی نے اپنی مرضی سے طے کیا تھا۔ مگر وہ طوبٰی جمشید ہی کیا جو عمر کی کسی بات پہ یقین کر لے۔ طوبٰی کا خیال تھا۔ عمر بچپن سے ہی اس پہ دلوں جان سے فدا تھا۔ بس زمانہ کے ڈر سے کبھی ظاہر نہ کیا تھا۔ اور عمر بارہا کہہ چکا تھا کہ یہ بھی طوبٰی کے دماغ کا خناس ہے جو اسے ایسے بے حودہ خواب دیکھاتا ہے۔ ورنہ عمر نے تو کبھی ایسا اس کے بارے میں سوچا بھی نہیں تھا۔ گو کہ یہ جھوٹ تھا۔ مگر چلو۔۔۔ اب اور کیا کہنا۔

تم اتنی ہیما مالنی رہتی نہیں۔ تم سے شادی کے خواب دیکھنے سے بہتر تھا میں ویسے ہی جان دے دیتا۔

ہاں تو اب دے دو جان۔ اور ہاں میں ہیما مالنی نہیں ہوں۔ اس سے زیادہ خوبصورت ہوں۔ آئی سمجھ۔ اس کے اس عتماد پہ عمر نے بمشکل ہنسی روکی تھی۔ اس کی پھولی ناک

عمر کو کتنی اچھی لگ رہی تھی کاش اس وقت کوئی عمر سے پوچھتا۔

میں کیوں دوں جان۔ مریں تو میرے دشمن۔ جن کا منہ مسور کی دال والا بھی نہیں ہے۔

عمر تم۔۔۔اس نے انگلی اُٹھا کر کچھ سخت کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب ان کی بحث سُن کر بمشکل صبر کرتی تائی جان باہر نکلی تھیں۔

تم دونوں بچوں کی طرح بحث کرنا کب چھوڑو گے۔

اور عمر تم؟

تم ہی کچھ عقل استعمال کر لو۔ وہ تو بچی ہے۔ تائی جان کے آتے ہی طوبیٰ نے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لا کے انہیں شاکئی نظروں سے دیکھا تھا۔ عمر ماں کے منہ سے طوبیٰ کے لئے بچی لفظ سُن کر خوب بدمزہ ہوا تھا۔

سر چھت کو لگ رہا اب بھی بچی ہے۔ وہ بڑبڑایا تھا۔

تائی جان۔۔۔۔ طوبیٰ نے اس کی طنز بھری بڑبڑاہٹ پہ دھائی دی تھی۔ تائی جان نے فوراً عمر کے کندھے پہ چپت لگائی۔

عمر باز آؤ۔ مت کرو بچی کو تنگ۔

جاؤ طوبیٰ کمرے میں جا کر آرام کرو۔

New Era Magazine

کھانا بنتا ہے تو میں اپنی بیٹی کو بلا لوں گی۔اسے مخاطب کرتے تائی جان کا لہجہ ہمیشہ نرم ہو جایا کرتا تھا۔طوبیٰ نے خود کو دیکھتا پا کر عمر کو زبان چڑھائی اور پھر ہاتھ میں پکڑے کپ کو اُٹھا کر فون کو دوسرے ہاتھ میں کپڑتے جو تا اڑستی اُٹھ گئی۔

اب وہ پہلے کی طرح چائے پی کر کپ وہیں نہیں رکھ دیا کرتی تھی۔اب وہ برتن استعمال کے بعد انہیں ان کی جگہ پہ دھو کر رکھ آتی تھی۔اتنا عمر نکاح کے بعد سے ایک سال کے عرصے میں سیکھا ضرور چکا تھا۔

اس کے موقع سے غائب ہوتے ہی دل کھول کر ہنستے عمر نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لی۔اور سر کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ لئے۔تائی جان بھی مسکرا دیں۔

کیوں تنگ کرتے ہو اسے۔

مزہ آتا ہے امی۔ محظوظ ہوتے اسنے کہا تو تائی جان نے تاسف سے سر نفی میں ہلا یا۔اور پھر چلی گئیں۔

جب وہ وہیں سو گئی تھی تو عمر ہی اسے لا یا تھا۔اور اسی نے امی کو اسے یونی بھیجنے سے منع کر دیا تھا۔کہ رات بھر کی جاگی ہے اب اسے سو لینے دیں۔یہ الگ بات کہ خا مخواہ اس پہ رعب ڈالنا عمر کو اچھا لگتا تھا۔

بچپنے سے تو دونوں اینٹ پتھر والے دشمن تھے۔

امی طوبیٰ کی رخصتی کب ہو گی تائی جان نے کچھ بتایا؟ امی کے ساتھ مٹر چھیلتے صاعقہ نے مسز شائستہ سے پوچھا تھا۔ وہ جو کسی سوچ میں گم تھیں فوراً سر اُٹھا کر بیٹی کو دیکھنے لگیں۔

کیا؟ انہیں سمجھ نہیں آئی تھی کہ اس نے کیا پوچھا ہے

میں پوچھ رہی ہوں میری رخصتی کب ہے۔

کیا؟ امی نے اس کے سوال پہ ایک دم سے آنکھیں دکھائی تھیں۔ صاعقہ نے ماتھہ پیٹا لیا۔

میرا مطلب تھا کہ طوبیٰ کی رخصتی کب ہے۔ سوری زبان پھسل گئی تھی۔ وہ شرمندہ نہیں تھی۔ مگر ظاہر کر دیا۔ گو کہ دل میں یہی سوال تھا۔ مگر اب امی سے کس منہ سے پوچھتی۔

ابھی تو اس کے تین سال ہیں بی ایس کہ اس کے بعد ہی کچھ ہو گا۔

ہائے امی تب تک تو عمر بھائی بوڑھے ہو جائیں گے۔ صاعقہ کو جیسے صدمہ ہوا تھا۔ امی کے ماتھے پہ ابل اُبھرے۔

جب وہ اٹھائیس کا ہو گا تو طوبیٰ تئیس چوبیس سال کی ہو گی۔ اتنا بھی بڑا نہیں ہے اس سے کہ تم اسے بوڑھا ہی بنا دو۔ ایک تو سارا خاندان ہی عمر کا دیوانہ تھا۔ صاعقہ بدمزہ ہوئی۔

New Era Magazine

اور چھوٹی تائی جان نے بتایا عائشہ کا کب کریں گیں؟اب ذرا سی مسکراہٹ ہونٹوں سے پھوٹی تھی۔ مگر پھر فورا سنجیدہ ہو گئی۔

سوچتے ہیں تم لوگوں کا بھی۔ایسے چھڑے چھانٹ چھوڑنے کے قابل نہیں ہو تم لوگ۔نہ جانے امی کیا سوچ رہی تھیں۔ مسکراہٹ چھپانے کو صاعقہ نے چہرہ جھکا لیا۔

کیا امی نے کہا تم لوگو؟

کمرے کی صفائی جب تک نہیں ہوتی میں نے تمہیں کھانا نہیں دینا۔

سارے گھر میں بریانی کی بھینی بھینی خوشبو پھیل رہی تھی۔خوشبو ناک تک پہنچی ساتھ ہی بھوک بھی چمک اُٹھی۔عائشہ باورچی خانے کی طرف لپکی تھی۔ مگر امی کی پھٹکار پہ وہ اپنا سا منہ لے کے رہ گئی۔

امی ابھی کھانا دے دیں۔ قسم۔۔۔ نہیں بلکہ پکا وعدہ کھاتے ہی فوراً کمرہ شیشے کی طرح چمکا دوں گی۔اتنی مسکین صورت شائد ہی کبھی اس نے بنائی ہو جتنی اب بنائی تھی۔امی کو ترس آیا بھی تو نہیں ٹلیں۔اس کی حرکتوں اور وعدوں سے وہ بخوبی واقف تھیں۔

نہیں چلو پہلے جا کے کمرہ صاف کرو۔پھر۔۔۔اور میری بچی شیشے کی طرح تو اب وہ کمرہ قیامت تک نہیں چمکے گا جو حال تم نے اس کا کیا ہے۔لگتا ہی نہیں کسی لڑکی کا کمرہ ہے۔

امی دے دیں نا کھانا۔۔۔آپ کو میرے پہ ترس نہیں آتا؟امی نے ٹی کی آواز مزید بڑھا دی۔عائشہ نے پاؤں پٹخے۔

اسلامُ علیکم بھابھی۔۔۔سیڑھیاں اُتر کر چچی جان دلان میں آئی تھیں۔امی فوراً سیدھی ہوئیں۔اور ساتھ ہی آواز بھی مدھم کر دی۔

وعلیکم السلام بھابھی۔۔۔آجائیں۔۔۔انہوں نے اپنے ساتھ صوفے پہ انہیں بٹھالیا تھا۔عائشہ نے ماں اور چچی کو مشکوک نظروں سے دیکھا تو امی فوراً اُس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

تم میرا منہ کیا دیکھ رہی ہو۔جو کہا ہے جا کر کرو۔اور ہاں۔۔۔وہ جا رہی تھی جب پھر سے رک کر مسکین شکل بناتے انہیں دیکھا۔

جانے سے پہلے چائے کے اچھے سے دو کپ بنا کے لاؤ۔اور فریزر سے کباب نکال کر تل لینا۔امی کی فرمائشی لسٹ لمبی ہو گئی تھی۔عائشہ نے بمشکل مسکراتے سر اثبات میں ہلایا۔اور باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔

اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی نورین فوراً شائستہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

بھابھی آپ نے بھائی صاحب سے بات کی؟

کی تھی شائستہ۔۔۔وہ کہہ رہے ہیں۔داؤد بھائی اور جشید بھائی سے پہلے دونوں بھائی

مشورہ کر لیتے ہیں پھر باجی کلثوم کو رمضان میں بلا لیں گے۔

اس طرح بچے ایک دوسرے سے مل بھی لیں گے اور معملات بھی احسن طریقے سے طے ہو جائیں گے۔

ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔نورین کو اتفاق تھا۔

ٹرے سجانے کے دوران اس کے کان جیسے امی اور چچی کے سامنے میز پہ پڑے تھے۔مگر لگتا تھا امی اور چچی کانوں میں باتیں کر رہی تھی۔ایک بھی بات سمجھ میں نہیں آئی۔عائشہ نے حسرت بھری نظروں سے بریانی کو دیکھا اور پھر ٹرے اُٹھائے باہر چلی آئی۔

اتنی جلدی بنا بھی لائی۔امی مشکوک ہوئیں تو عائشہ نے کوئی بھی پھلجھڑی چھوڑنے سے خود کو روکا تھا۔وہ اس وقت بھوکی پیاسی امی کے ہاتھوں مار کھانا افورڈ ہر گز نہیں کرتی تھی۔

جی امی۔۔۔شرافت سے چائے دونوں کے سامنے رکھ کر وہ سڑھیوں کی طرف بڑھ گئی۔

دوسرے پورشن میں صاعقہ کا چھوٹا بھی گیم کھیل رہا تھا۔عائشہ نے جاتے ہی ٹیب اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا۔وہ چیخ کر رہ گیا۔

New Era Magazine

کیا مصیب ہے۔عائشہ کی حرتوں سے صارم واقف تھا۔عائشہ آرام سے اس کے سامنے جا بیٹھی اور گوگل کھول کر بیٹھ گئی۔

کوئی تکلیف نہیں ہے۔بس ایک چھوٹا سا کام ہے۔کردو تو۔۔۔۔یہ ٹیب تمہارا۔آنکھوں میں شرارت اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ۔وہ صارم سے ایک سال بڑی تھی۔اور صاعقہ سے دوسال چھوٹی۔مگر چونکہ اس کی صاعقہ کی گہری دوستی تھی۔تو وہ صارم پہ کچھ زیادہ ہی رعب ڈالتی تھی۔مگر صارم کا ماننا تھا کہ اس کے عائشہ کی عمر میں کچھ خاص فرق نہیں ہے اس لئے رعب ڈالنے سے پرہیز کیا کرے۔

یہ ٹیب میرا ہی ہے محترمہ۔پکڑاؤ اور چلتی بنو۔کوئی کام نہیں کرنا مجھے تمہارا۔اس کے ماتھے پہ بل تھے۔چوکلیٹ براؤن بال اس نے بہت سے لڑکوں کی طرح ایک طرف سے کم اور ایک طرف سے کچھ ہی کٹواڈالے تھے۔عائشہ نے تب سے اس کا نام بابا بطوطہ رکھ چھوڑا تھا۔

کہاں لکھا ہے کہ یہ ٹیب تمہارا ہے؟اس نے فوراً معصومیت سے اُلٹ پلٹ کر ٹیب کو دیکھنا شروع کردیا۔تو صارم نے گہرہ سانس لے کے ہار مانی۔

بکو جلدی۔۔۔۔اگر کام کرسکا تو ٹھیک ورنہ ٹیب ٹیبل پہ رکھ کر شکل گم کرلینا۔وہ اس سے شدید تنگ تھا۔

New Era Magazine

عائشہ مسکرائی۔

کام آسان ہے تم کر لو گے۔

اگر اتنا آسان ہے تو خود کیوں نہیں کر لیتی۔وہ فوراً آنکھیں سکیڑے شکوک ہوا۔

مجھے سوٹ نہیں کرتا۔شہانہ انداز میں کہے گئے جملے پہ صارم نے اسے مسکراہٹ دباتے بغور دیکھا تھا۔

سفید شرٹ اور پنک پجامے میں بالوں کا بن بنائے اور رنگین سے دوپٹے کو دونوں طرف کو آگے کندھوں پہ ڈالے وہ تازہ دم لگ رہی تھی۔

اچھا اب بک بھی چکو۔

میرے کمرے کی صفائی کر و جا کے۔اس کی آنکھوں میں جھانکتے اس نے جو کام کہا تھا صارم کا منہ کھل گیا۔

میں تمہیں نوکر نظر آتا ہوں۔وہ فوراً ناراض ہوا۔

ٹیب چاہیے یا نہیں۔؟

نہیں ہاتھ جھاڑتے وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔

رکھو اسے اپنے پاس میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔اس نے صاف عائشہ کا مزاق اُڑایا تھا۔عائشہ مسکرا دی۔

چلو ٹھیک ہے۔میں یہ ٹیب بھی لے جاتی ہوں۔اور جاتے جاتے چچی جان کے کان میں یہ بات بھی ڈال دوں گی۔کہ صارم کی گرفرنڈز ہیں۔ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین چار۔انگلیوں پہ گن کر اس نے دیکھتے صارم پہ مسکراہٹ اُچھالی تو صارم جن قدموں پہ کمرے کی طرف بڑھا تھا۔انہی پہ واپس اس کی طرف گھوما۔اور گھوم کر فوراً کورنش بجا لایا۔

ملازم حاضر ہے۔کمرے کی صفائی کے علاوہ کپڑے اور برتن دھونے کا کام بھی بندہ احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔

نہیں ں ہیں بس کمرہ صاف کر دو۔عائشہ کے لئے اپنی ہنسی روکنا مشکل ہو رہا تھا۔

صارم نے بمشکل دانت پیستے مزید خود کو کچھ کہنے سے روکا۔اور پھر تیز تیز قدم اُٹھاتا سیڑھیاں اُتر گیا۔عائشہ بھی پیچھے بھاگی۔

صارم اس کے کمرے کی صفائی کر رہا تھا۔جبکہ وہ خود ریلنگ پہ جھکی نیچے امی اور چچی کے درمیان پکتی کھچڑی سن رہی تھی۔

یہ کان لگا کر سُننے والی عادت جہنمیوں کی ہوتی ہے۔پھٹے غباروں کو ڈسٹبن میں ڈالتے اس کے قریب سے گزرتے اس نے تبصرہ کیا تو عائشہ نے گھورا۔

چپ کر کے کام کرو۔زیادہ زبان چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جو حکم مادام۔

وہ بھی فوراً مان گیا۔

عائشہ واپس امی اور چچی کی طرف متوجہ ہوئی۔سیڑھیوں پہ آخری کمرہ عائشہ کا تھا۔اور اس سے آگے صاعقہ لوگوں کا حصہ شروع ہو جاتا تھا۔وہ اس وقت صاعقہ لوگوں کے حصے میں ریلنگ پہ پیٹ کے بل جھکی تھی۔اور جھکنے سے اس کا بن ڈھلک کر ماتھے پہ آ گیا تھا۔

بیڈ شیٹ درست کرتے صارم نے کھلے دروازے سے باہر نظر آتے منظر کو دیکھتے کئی بار سوچا تھا کہ اس بلیک میلر کو نیچے دھکا دے دے۔مگر پھر یہ سوچ کر سکون کر لیتا کہ چلو کوئی نہیں اس کی بھی کوئی بات ہاتھ لگ ہی جائے گی۔

مگر وہ اتنی پکی تھی۔کہ اپنے ہر راز کی حفاظت آخری نوالے کی طرح کرتی تھی۔بچپن سے اب تک صرف صارم بلیک میل ہوا تھا۔عائشہ کبھی نہیں ہوتی تھی۔

صارم نے بیڈ شیٹ درست کر کے کمرے پہ ایک طائرانہ نظر ڈالی اور پھر عائشہ کی صوفے کی ٹانگ کے قریب پڑی شرٹ کو دیکھ کر گہرہ سانس لیا۔

ابھی ابھی تو اس نے بمشکل کپڑے الماری میں ٹھونسے تھے اب یہ شرٹ۔۔۔۔کچھ دیر

New Era Magazine

سوچنے کے بعد اس نے نیچے جھانکتی عائشہ کو دیکھا اور پھر شرٹ کو زور سے کک ماری۔

شرٹ سیدھی بیڈ ڈ نیچے جا چھپی۔

خس کم جہاں پاک۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔اور پھر ہاتھ جھاڑتا کمرے سے نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

لاؤں دو میرا ٹیب؟ ہاتھ بڑھایا۔عائشہ نے نیشے جھانکتے ہاتھ کی طرف کر دیا۔صارم نے ہتھیلی پہ پڑا ٹیب اُچکا اور پھر اس کی طرح نیچے جھانکا۔

عائشہ خاموشی سے بس باتیں سن رہی تھی۔پھوپھو کلثوم کے بیٹوں کی بات ہو رہی تھی۔

امی عائشہ آپ کی باتیں سُن رہی ہے۔صارم ایک دم سے اوپر سے چیخا تو جہاں تیزی سے دانت پیستے عائشہ وہاں سے ہٹی وہیں امی اور چچی نے فوراً اوپر سر اُٹھائے تھے۔عائشہ نے دانت پیستے بھاگتے صارم کے پیچھے جوتا چلایا۔

کمینہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے لڑکیوں نئی بت سُنی؟

طوبٰی اپنے اور ساعقہ کے گھر کے درمیان کی ریلنگ پہ جھکی کھڑی تھیں۔ایسے کہ صاعقہ

New Era Magazine

کا چہرہ طوبٰی کی چھت کی طرف تھا جبکہ طوبٰی کا صاعقہ عائشہ کی چھت کی طرف۔ وہ دونوں کسی بات پہ ہنس رہی تھیں۔ جب سیڑھیاں چڑھ کر بھاگتی عائشہ نظر آئی۔ وہ دونوں فوراً اس بی بی سی رپوٹر کی طرف متوجہ ہوئیں۔

تیسری کا انتظار تھا وہ بھی آگئی۔

کیا خبر؟ طوبٰی اور صاعقہ کے کان فوراً کھڑے ہوئے۔

یار وہ ابا لوگوں کی کزن ہیں نا۔ جو۔۔۔ ہاتھ سے اشارہ کرتے آنکھیں پھیلائے پھولے سانس کے ساتھ اس نے نام لئے بغیر شخصیت کا سمجھانا چاہا۔

کون۔۔۔ وہ پھوپھو؟

وہ جن کی ایک ابرو آدھی اُتری ہوئی ہے اور وہ اسے پینسل سے بناتی ہیں؟ صاعقہ کا حوالہ کمال تھا۔ طوبٰی اور عائشہ ہاتھ پہ ہاتھ مارے ہنس دیں۔

"ہاں وہی"

وہ آرہی ہیں اپنے دو عدد خوبصورت بیٹوں کے ساتھ۔ آنکھیں گماتے عائشہ نے خبر دی تو صاعقہ اور طوبٰی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

پہلی بات۔۔۔ یہ بات خوشی کی نہیں افسوس کی ہے۔

دوسری بات اگر وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ آرہی ہیں تو اس میں نیا کیا ہے۔ وہ تو ہمیشہ سے

ہی اپنے دونوں لنگور بیٹوں کے ساتھ ہوتی ہیں۔۔اور۔۔۔۔

اور تیسری بات۔۔۔تم سے کس گدھے نے کہہ دیا وہ دونوں خوبصورت " بھی

"ہیں۔طوبٰی کا جملہ آخر میں توڑ کر اس نے جملہ لگا کر طوبٰی کو حمائتی نظروں سے دیکھا تو

طوبٰی نے بھی فوراً سر اثبات میں ہلایا۔عائشہ نے آنکھیں گھمائیں۔

یہی تو مزے کی بات ہے۔اس بار پھوپھو اپنے بڑے دو بیٹوں کے ساتھ آرہی ہیں۔وہ

دونوں ابھی کچھ دن پہلے لندن سے بارہ سال بعد آئے ہیں۔

آہان اور آسام۔۔۔آنکھیں پٹپٹاتے اس نے کہا تو صاعقہ فوراً اس کی طرف

لپکی۔۔جبکہ طوبٰی نے ببل چباتے ہاتھ ہوا میں جھلایا۔

یعنی دو خوبصورت لڑکے ہمارے گھر آرہے ہیں؟صاعقہ پرجوش تھی۔

جی بالکل عائشہ نے فوراً سر اثبات میں ہلایا۔

پھر وہی بات۔۔۔

تم لوگوں سے کس نے کہا کہ وہ دونوں خوبصورت بھی ہیں۔کیا پتہ اپنے بھائیوں جیسے

لنگور ہوں۔اور یہ بتاؤ تم دونوں اس کے لندن سے پڑھ کے آنے پہ خوش ہو یا پھر

خوبصورت ہونے پہ؟آنکھیں نکالتے طوبٰی نے کولہوں پہ ہاتھ رکھتے پوچھا تو عائشہ نے

آنکھیں گھمائیں۔

New Era Magazine

لگتا ہے تم نے بہن کو ہلکا لے لیا ہے۔

استغفر اللہ تمہیں ہلکا لینے کی کون غلطی کر سکتا ہے۔طوبیٰ نے عائشہ کی ٹانگ کھینچنا ضروری سمجھا تھا۔صاعقہ ہنسی مگر عائشہ اس وقت کسی اور ہی لے میں تھی اس لئے دھیان نہ دیا۔

محترماز۔۔۔میں نے دونوں کو فیس بُک،انسٹا گرام اور ٹویٹر کے علاوہ سنیپ چیٹ پہ بھی دیکھ لیا ہے۔ہر تصویر دیکھی ہے میں نے۔اور یہ بھی معلوم کر کے آئی ہوں کہ کرتے کیا ہیں۔کالر جھاڑتے گویا کارنامہ سُنایا تھا۔طوبیٰ اور صاعقہ نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اور پھر فوراً عائشہ کی طرف لپکیں۔

طوبیٰ محض لپکی تھی۔صاعقہ نے تو عائشہ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا تھا۔

کیا کرتے ہیں؟

بہن لنک بھیج دے۔یہ فرمائش صاعقہ کی تھی۔اور بتاؤ خوبصورتی شورٹی ہے نا؟عائشہ نے دونوں کا جوش دیکھا تو کارنامے کی ایک ایک روداد سُنانے لگی۔

آسام جو ہے وہ سب سے بڑا ہے اور ڈاکٹر ہے۔لندن کرامہ میڈیکل کالج سے پڑھا ہے۔اور وہیں کے کسی ہسپتال میں ہاؤس جوب کر رہا ہے۔جبکہ آہان۔۔۔چھوٹا ہے اور ابھی پڑھ رہا ہے۔اور مزے کی بات وہ بھی میڈیکل کالج کے آخری سال میں ہے۔

آئے ہائے دونوں منحوس۔۔۔چول ڈاکٹر۔طوبیٰ نے فوراً ناک چڑھا کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو عائشہ اور صاعقہ نے اسے گھورا۔

ہاں عمر تو جیسے پراپرٹی ڈیلر ہے نا۔

ہمیں اب شوہر ڈاکٹر مل رہے ہیں تو تمہیں جلن شروع ہوگئی۔عائشہ کو گویا اس کا ناک چڑھانا ہی مار گیا تھا۔

استغفراللہ۔۔۔۔

کونسے شوہر؟ منحوس دونا محرمز کے لئے میرے بیچارے شوہر کو پراپرٹی ڈیلر بنادیا۔

میں تو اس لئے ڈاکٹر ہونے پہ ناک چڑھا رہی کہ سب کے سب ڈاکٹر۔۔۔۔

ہاں تو تمہیں کیا اعتراض۔۔۔؟صاعقہ نے بے ابھی کولہوں پہ ہاتھ رکھے تھے۔طوبیٰ نے ہاتھ جھاڑے۔

کوئی اعتراض نہیں میری ماں معاف کردو میری ننھی سی جان کو۔

جاؤ کیا معاف کیا یاد کرو گی۔

واک مین کانوں میں لگائے وہ ببل چباتے وہ وہ کوئی گانا سُنتے اپنی کلاس کی لڑکی سے چیٹ کر رہی تھی۔جب گیٹ سے اندر داخل ہوتے عمر نے یہ منظر دیکھا۔نیلا ٹوپ سیاہ

جینز۔۔۔تازہ کی گئی کٹنگ کو ہائی پونی ٹیل میں مقید کئے۔پاؤں میں نفیس سی سیاہ چپل پہنے وہ خوب ماحول سے لاپروا تھی۔

عمر نے افسوس بھری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر قدم کی طرف بڑھادئے۔

وہ دائیں سے بائیں چکر مکمل کر کے مڑی تھی جب کسی سے زوردار ٹکراؤ ہوا۔

اور اس سورج چاند کے ٹکراؤ نے ہر چیز پاش پاش کر دی۔(یعنی طوبٰی کا فون)

جو کہ گھاس پہ پڑا اب گلا پھاڑے رو رہا تھا(محاوارتاً)۔اور طوبٰی کبھی حیرت سے عمر اور کبھی فون کو دیکھ رہی تھی۔

اب مراقبے میں ہی رہو گی۔یا اپنے گرے ہوئے بچے کو اُٹھا کر سمبھالو گی بھی؟

طوبٰی اکثر کہتی تھی۔کہ فون اس کا پہلا بیٹا ہے۔جس پہ عمر اکثر استغفار پڑھتا تھا۔اور ایسی باتوں پہ منع کرتا تھا۔مگر بھلا ہو اعلٰی کو الٹی ناولز کا جن کی بدولت طوبٰی بی بی کا دماغ ساتویں آسمان پہ رہتا تھا۔مجال ہی ہے جو وہ کبھی عمر کی کوئی بات سُن لے۔بلکہ مجال نہیں "کمال"

عمر کے گہرے طنز پہ اس نے بلبلاتے جھک کر فون اُٹھایا اور فوراً ٹکڑے جوڑ کر سینے سے لگا لیا۔

میری جان۔۔میرا بچہ۔۔۔۔

New Era Magazine

بچ گئی آپ کی جان؟ بچے کے سر پہ چوٹ تو نہیں آئی؟ یہ بھی عمر کا طنز تھا۔اب کی بار طوبٰی نے جواب میں دانت پیسے تھے۔

تم نے آض صرف غصہ کھانا ہے یا پر کھانا بھی کھاؤ گے؟

اگر ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر۔

فلحال کھانا کھاؤں گا۔ لیکن اگر تم جھے آسام آہان کی موجودگی میں اس طرح حول جھلولی نظر آئی تو غصہ کھانے پہ بھی مجبور ہو جاؤں گا۔

ہمارے خاندان میں دور دور بھی کوئی انگریزوں کے خاندان سے تعلق نہیں رکھتا۔ مگر یہ عذاب ان کی تہذیب خُدا معلوم کہاں کس دشمن نے ہمارے بیچ لا پھینکی۔

تہذیب؟ کون تہذیب؟ جانتی تھی اب عمر کا لیکچر شروع ہو جائے گا۔ یہ پہو وہ مت پہنو۔ یہ بولو وہ مت بولو۔اس لئے بات دوسری طرف گھماتے اس نے آہستہ آہستہ قدم گھر کی طرف بڑھانے شروع کئے۔

عمر نے اس کی حرکت دیکھی تو ماتھے پہ بل اُبھرے۔

جہاں ہو وہیں کھڑی رہو۔اور جس تہذیب کی بات میں کر رہا ہوں۔ بڑے اچھے سے سمجھا سکتا ہوں تمہیں اور یقین مانو تمہیں سمجھ آ بھی جائے گی۔اس لئے شرافت سے

رہنا۔ کوئی اُلٹی سیدھی حرکت کی تو سزا ملے گی۔

اور ایسی سزا ملے گی کہ مورخ لکھے گا۔

کیا تمہیں کسی نے بتایا کہ تم بہت ٹوقسک ہو۔

ہاں تم نے ابھی ابھی۔ وہ بھی آج ڈھیٹ بن گیا تھا۔

طوبٰی نے شیشے میں حولیہ دیکھتے تیزی سے گھڑی پہنی اور پھر آخری بار بالوں میں برش پھیر کر کمرے سے نکل گئی۔

وہ اور عمر پھوپھو اور ان کے بیٹوں کو ائیر پورٹ سے پک کرنے جا رہے تھے۔ ان کو لاہور سے کراچی آنا تھا۔

عمر ماتھے پہ بل ڈالے کلائی پہ گھڑی باندھتا سیڑھیاں اُتر رہا تھا جب یوں ہی نظر اُٹھا کر سامنے دیکھا۔ وہ حیران ہوتا بمشکل بے حوش ہونے سے بچا تھا۔

طوبٰی لونگ بے بی پنک امبرائڈڈ شرٹ اور سفید پجامے میں شفون کے پرنٹڈ دوپٹے کو گلے میں ڈالے فون میں تصاویر لے رہی تھی۔

واہ آج بڑے انسانوں والے حولئے میں ہو۔ چوٹ کرنے سے وہ باز نہیں آیا تھا۔ طوبٰی نے تصویر لیتے خود کو کچھ کہنے سے روکتے تصویر کلک کی (پوز اچھا تھا) اور پھر عمر کی

طرف گھومی۔

میں اس وقت اپنا موڈ تمہاری جلی باتیں سُن کر خراب ہر گز نہیں کرنا چاہتی۔ جانا ہے تو چلو ورنہ میں جا رہی۔

آج موڈ کیوں اچھا ہے۔چلتے اس نے باہر کا رستہ لیا تھا۔

ظاہر ہے رمضان جو ہے۔ باہر نکلتے ہی اس نے آنکھوں پہ ہاتھ کے آنکھوں میں دھوپ پڑنے سے روکا۔اور پھر تیزی سے کھولے گئے دروازے کی طرف بڑھی۔

عمر نے آنکھوں پہ چشمہ چڑھالیا تھا۔ طوبٰی نے بھی بیگ سے شیڈز نکالے اور آنکھوں پہ چڑھالئے۔

پھوپھو ہماری طرف رکیں گی یا عائشہ لوگوں کی طرف؟ سیٹ بیلٹ لگاتے اس نے عمر کو مخاطب کیا تھا۔ عمر نے ڈرائیو کرتے لمحے بھر کو اسے دیکھا۔اور ہلکا سا مسکرایا۔

ظاہر ہے ہماری طرف۔۔۔۔

کتنے دن رُکیں گے؟

کیوں؟ ابھی سے پریشان ہو گئی؟

عمر میرا روزہ ہے اور میں نہیں چاہتی کچھ کہہ کہ خراب کروں۔ مجھے بھلا ان کے آنے پہ کیا اعتراض ہو گا۔ ڈھلکتے دوپٹے کو واپس درست کرتے اس نے اب کی بار خشک لہجے

میں جتایا تھا۔ عمر نے سمجھ کر سر ہلایا۔

یونی سے کب فری ہو رہی ہو؟

میڈ کی تیاری کیسی ہے؟

ایک ساتھ دو سوال تھے۔ طوبیٰ نے فوراً فون آن کر لیا۔ پڑھائی کی باتوں سے تو اس کی جانب جاتی تھی۔ اگر عمر نے گرافک ڈیزائنگ میں ایڈمیشن نہ دلا دیا ہوتا تو طوبیٰ نے ہر گز نہیں پڑھنا تھا۔

عمر نے کن اکھیوں سے اس کے ماتھے پہ بل دیکھے۔ اور ساتھ ہی ہونٹ بھینچ کر ہنسی روکی۔

جواب نہیں دیا تم نے۔

صحیح تیاری ہے میڈ کی۔ ان شاءاللہ اس بار تمہارا نام روشن کروں گی۔

دیکھنا بلب لگا کے مت کر دینا۔ اس نے واضح مزاق اُڑایا تھا۔ طوبیٰ ہنس دی۔

عمر اتنے لیم جوکس کہاں سے آتے ہیں تمہارے پاس؟

لیم نہیں ہے۔۔۔ اور کیسے تم میرا نام روشن کرو گی۔

تم بہت ڈھیٹ ہو۔ اب کی بار طوبیٰ دل سے ہنسی تھی۔ عمر بھی ہنس دیا۔

تمہارا ہی شوہر ہوں۔

New Era Magazine

کافی دن بعد دونوں میٹھے میٹھے ایک دوسرے پہ طنز کر رہے تھے۔ طوبیٰ کا موڈ ایک دم سے مزیزا چھا ہو گیا۔ اس نے فون نکال کر گاڑی چلاتے عمر کے ساتھ تصویر لی تو عمر بس مسکرا دیا۔

وہ طوبیٰ کی ہر حرکت انجوائے کرتا تھا۔ بس ظاہر کبھی کبھی کرتا تھا۔

آسام تم کتنے عرصے سے ہاؤس جوب کر رہے ہو؟ ساری ینگ پارٹی بیٹھی چائے پیتے گپ شپ کر رہی تھی۔ جب طوبیٰ کی طرف سے سوال کیا گیا۔ عمر باورچی خانے سے نکل رہا تھا۔ اس کے آسام کے نام لینے پہ عمر کے ماتھے پہ بل اُبھرے۔۔۔ سیدھا کر اس کے ساتھ آن بیٹھا۔

جبکہ آسام بتا رہا تھا۔

بس دو ماہ ہوئے ہیں۔ وہ کم بولتا تھا۔ اور پوچھے گئے سوال پہ مختصر جواب دیتا تھا۔ اور جب بولتا تھا۔ عائشہ صاعقہ پوری کی پوری کان بن جاتی تھیں۔

آپ کیا کرتی ہیں محترمہ؟ آہان کی مخاطب صاعقہ تھی۔ صاعقہ دلجمعی سے آسام کا جائزہ لینے میں مصروف تھی جب آہان کی پکار پہ بدمزہ ہو کر اس کی طرف گھومی۔

میں پڑھتی ہوں۔

کیا پڑھتی ہیں ؟ آہان نے بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی۔

لوگوں کے دماغ۔۔۔۔

او تو آپ سائیقولوجی پڑھ رہی ہیں۔

کیا بنیں گی

سائیقولوجسٹ، سائیکٹرسٹ، یا تھیرپسٹ ؟

سائیقلوجسٹ۔اس نے ایسے منہ بنا رکھا تھا۔جیسے آہان کے مخاطب کرنے پہ بے زار ہو۔بات نہ کرنا چاہتی ہو۔

اچھا۔۔۔گڈ۔

ویسے آپ کا فیشن سینس اچھا ہے۔وہ اب بھی باز نہیں آیا تھا۔صاعقہ نے بمشکل کڑوا گھونٹ پیا اور چہرہ موڑ لیا۔

دوپٹا آپ کیسے کیری کرتی ہیں۔لندن کی لڑکیوں کے لئے تو خوفناک خواب ہے۔وہ پھر سے شرارت پہ آمادہ تھا۔صاعقہ نے اسے گھور کر لمحے بھر کو دیکھا۔اور پھر پورا چہرہ موڑ لیا۔

اصل میں ہوا کچھ یوں تھا۔کہ شام میں وہ اپنے گھر سے طوبیٰ لوگوں کے حصے سے آرہی تھی۔جب عین دروازے کے سامنے تیز تیز چلتے وہ گملے سے ٹکرا کر نیچے گری

تھی۔اور اسی وقت اندر سے آہان آگیا۔آتے ہی اس نے دو تین اس کی تصویریں بنا لیں۔تب سے وہ صاعقہ کا مزاق بنا رہا تھا۔کہ اگر دوپٹا لینا نہیں آتا تو لیا کیوں۔

آپ کی لندن کی لڑکیوں کو ابھی بہت سیکھنے کی ضرورت ہے۔صاعقہ کا جواب اب کی بار تیکھے سے بھرا تھا۔ان چاروں نے اسے دیکھا۔

السلامُ علیکم۔۔۔

اے عائشہ چڑیل جاؤ میرے لئے کچھ کھانے کے لئے لاؤ۔کیمرے کو گلے میں لٹکائے صارم نے آتے ہی عائشہ کو مخاطب کیا تھا۔عائشہ جو آسام سے بات کر رہی تھی۔صارم کی بد تمیزی پہ بلبلائی تھی۔

صارم بھائی آپ کو بات کرنے کے مینرز بالکل نہیں ہیں۔عائشہ نے مشکل سے اندر کی کڑواہٹ کو میٹھاس میں بھگو کر مارا تھا۔طوبٰی اور صاعقہ نے تاسف سے عائشہ کو دیکھا تھا۔

آہان تم اب واپس پاکستان سے کب جاؤ گے؟ پھر سے تم کہنے پہ عمر نے آنکھیں سکیڑیں۔

طوبٰی اپنے بھائی کو تم نہیں آپ کہو۔وہ بڑا ہے تم سے۔ہلکا سا اس کی طرف کان میں جھکتے اس نے کہا تو طوبٰی مسکرائی۔

New Era Magazine

جیسے تم کہو عمر۔

میں اب بس آخری سال پڑھ کر واپس آجاؤں گا۔اور شادی بھی سوچ رہا ہیں کر لوں۔

عائشہ بڑے بھائی کی بات نہیں مانی تم نے۔عائشہ اب کی بار آسام سے کچھ کہنے والی تھی

جب پھر سے صارم نے اس کو ٹوکا تھا

عائشہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا اور پھر مزید زبان کے جوھر دکھانے

سے پرہیز کرتے وہ بمشکل اُٹھی اور باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔صارم نے گہرہ

سانس لیا۔اور ہاتھ میں پکڑے کیمرے کو رکھتے وہ آسام کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

اور آسام بھائی کتنی گرفرنڈز بنائیں؟

صارم بھائی ذرا اپنی تشریف کا ٹوکرا یہاں لائیں گے پلیز؟ باورچی خانے میں وہ واضح

صارم کی بک بک سُن سکتی تھی۔اس لئے اس نے اس سے قبل کہ آسام جواب دیتا فوراً

بلا لیا۔صارم نے دانت پیستے باورچی خانے کے دروازے کو دیکھا اور پھر مروتاً مسکراتا

اُٹھ بیٹھا۔"میں ذرا بات سُن کے آیا"

تمیز نہیں ہے میں مہمان کے پاس بیٹھا بات کر رہا تھا۔

زیادہ رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔اور جو ٹھونسنا ہے ٹھونسو۔اس کے سامنے

پیٹیز اور پیپسی کا گلاس کے ساتھ کچھ کباب رکھتے اس نے آنکھیں دکھاتے کہا تو صارم

مسکراتا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

باقی سب کہاں ہیں؟ عائشہ سنک پہ ہاتھ دھو رہی تھی۔ کھاتے صارم نے اس کی پشت دیکھتے پوچھا۔ وہ اس وقت نیلے کرتے پجامے میں تھی۔ جس پہ پورے پہ نیلا ہی کام ہوا تھا۔

وہ سب تایا تائی کے کمرے میں ہیں۔ میری اور صاعقہ کی شادی کی باتیں۔ مسکراہٹ دباتے اس نے پلٹ کر بتایا تو پیپسی پیتے صارم کے منہ سے صدمے کے عالم میں ایک پھوار نکلی تھی۔ عائشہ نے آنکھیں سکیڑیں۔

تم جیسی جنگلی سے کون شادی کرے گا؟

تمہارے آسام بھائی اور کون۔ دوپٹے کو انگلی پہ لپیٹتے اس نے شرماتے کہا تو صارم نے افسوس سے سر ہلایا۔

مجھے نہیں لگتا یہ ممکن ہو گا۔ وہ بندہ گوریوں کے ملک سے ایسے نہیں آیا۔ اور جیسے بیٹھا ہے مجھے تو لگتا ہے زبردستی بیٹھایا ہے۔

زیادہ بھاشن دینے کی ضرورت نہیں۔ تم سے کسی نے نہیں پوچھا کہ تمہیں کیا لگتا ہے۔

لو جی۔۔۔ مرضی ہے۔

ویسے تمہیں کب سے باہر والوں سے شادی کا شوق ہوا؟

جب سے میں نے آسام کو دیکھا۔

اتنا اچھا لگنے لگا؟ کھانا کھاتے اس نے سوال پوچھا تو عائشہ اس کی سنجیدگی دیکھ کر مسکرائی۔ سنجیدہ ہو تو یہ بھی انسان کا بچہ لگتا تھا۔

ہاں بہت زیادہ

اور اگر اس سے شادی نہ ہوئی کسی اور سے ہو گئی تو؟ اس کے سوال پہ عائشہ نے غصے سے اسے گھورا۔ شکل اچھی نہ ہو تو منہ سے بات اچھی نکال لینی چاہیے۔ وہ دروازے کی جانب بڑھی تھی۔ صارم نے اسے جانے سے نہیں روکا۔ وہ چلی گئی تو وہ بھی اُٹھ کر باورچی خانے سے نکل گیا۔

کیا ہوا باقی سب کہاں گئے؟ آسام کال کا کہہ کر اُٹھ گیا تھا۔ جب عائشہ آئی تو وہاں صرف آہان طوبٰی اور عمر تھے۔ صاعقہ بھی آہان سے چڑھ کر جا چکی تھی۔

صاعقہ کو نیند آرہی تھی۔ اور آسام بھائی (طوبٰی عمر کو دیکھ کر مسکرائی) کال سُننے گئے۔ عمر بھی جواب میں مسکرایا تھا۔

عائشہ بے دلی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

تم بھی جا رہی ہو؟

ہاں۔۔۔اب صبح آؤں گی۔ ہاتھ ہلاتے وہ بھی چلی گئی تو طوبٰی جو بمشکل اس بورنگ

کمپنی کو برداشت کر رہی تھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔میں بھی چلتی ہوں۔ صبح روزہ بھی رکھنا ہے اور یونی بھی جانا ہے۔عمر دیکھ سکتا تھا وہ بور ہو رہی تھی۔

ضرور۔۔۔آہان بھی صاعقہ کے جاتے ہی بوریت محسوس کرنے لگا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔عائشہ نے بے دلی سے باغیچے سے گزرتے گھر کا رستہ لیا تھا۔جب خاموش رات میں کسی کی مدھم سی سرگوشی نما آواز پہ عائشہ نے قدم روک کر آواز کی سمت دیکھا اور پھر اسی طرف قدم بڑھا دئے۔آواز گھر کے دائیں طرف سے آ رہی تھی۔عائشہ کے گھر کے قریب سے۔

تم جانتی ہو رانیہ میں نے جو وعدہ کیا ہے میں اسے اپنی آخری سانس تک نہیں بھولوں گا۔اور شادی کی فکر مت کرو۔میں امی کو ہر صورت منا لوں گا۔

ویسے بھی عائشہ جیسی جاہل لڑکی کبھی بھی میری بیوی نہیں بن سکتی۔

اتنی امیچور لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔

سٹوپڈ۔۔۔آسام نے کس قدر بے دردی سے عائشہ کی ذات کے پرخچے اُڑائے تھے۔کہ عائشہ کا اعتماد لمحے بھر کو ڈگمگایا۔

نہ مانیں تو۔۔۔؟

تو بھی میں تمہی سے شادی کروں گا۔وہ سب باتوں کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔عائشہ نے

ہونٹ بھینچ لئے۔اور جس خاموشی سے آئی تھی اسی خاموشی سے مڑ گئی۔

عمر مجھے واپسی پہ لینے مت آنا میں عائشہ لوگوں کے ساتھ آجاؤں گی۔فون نکال کر وٹس ایپ کھولتے اس نے کہا تو گاڑی چلاتے عمر نے چہرہ لمحے بھر کو موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔اور پھر واپس نظر سامنے جمالی۔

کیوں اب کونسی سازش پلین کرنی ہے۔

کوئی سازش نہیں کرنی۔بس جتنا کہا اتنا سُنو۔اس کے ماتھے پہ بل تھے۔عمر نے سمجھ کے سر ہلایا۔

جو حکم مادام۔۔۔پھر باقی کا رستہ خاموشی سے ہی کٹا۔

عمر اسے یونی کے گیٹ پہ چھوڑ کر چلا گیا تو سائڈ پہ درخت کے سائے میں صاعقہ اور عائشہ اپنی گاڑی میں بیٹھی تھیں۔

گاڑی طوبٰی کے سامنے آکر رُکی تو طوبٰی فوراً دروازہ کولتی اندر بیٹھ گئی۔

عائشہ گاڑی چلا رہی تھی۔صاعقہ آگے اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔طوبٰی نے دونوں کے چہرے دیکھے۔دونوں کے چہرے لٹکے تھے۔اس نے گلا کھنکارا۔

کیا ہوا؟اس میں نام لینے کی ہمت نہیں تھی۔

یہ پوچھو کیا نہیں ہوا۔ صاعقہ فوراً پیچھے کی طرف مڑی۔ طوبیٰ نے گہرہ سانس لیا۔ دونوں کے موڈ خراب تھے مطلب معملہ گڑبڑ تھا۔

روزہ ہے تم دونوں کا؟

ہاں اب کی بار پھر سے جواب صاعقہ کی طرف سے آیا تھا۔

چلو ہوٹل چلتے ہیں۔ روم میں بیٹھ کر سکون سے بات کریں گے۔ طوبیٰ کو عمر نے ایک کریڈٹ کارڈ دے رکھا تھا۔ جس میں امریکہ سے اور عمر کی طرف سے اسے ہر ماہ پیسے بھیجے جاتے تھے۔ اور وہ پیسے ایسے ہی اُڑاتی تھی۔

اُنہوں نے درمیانے درجے کے ایک کمرے میں چند گھنٹوں کے لئے کمرہ بُک کیا اور تینوں اندر آکر بیٹھ گئیں۔ ظاہر ہے اب انہیں یونی کے ختم ہونے کے بعد ہی گھر جانا تھا۔ تب تک یہیں رہنا تھا۔

اندر آتے ہی عائشہ نے ہاتھ میں پکڑی چابی میز پہ اُچھالی اور پھر جوتوں سمیت بیڈ پہ جا لیٹی جبکہ صاعقہ صوفے پہ جا بیٹھی تھی۔ طوبیٰ معملہ اور معملے کی سنجیدگی سمجھنے سے قاصر تھی۔ وہ صاعقہ کے ساتھ جا بیٹھی۔

کل تک تو تم دونوں اتنا ہنس رہی تھیں۔ شوہر اور شادی کے نعرے لگ رہے تھے اب کیا ہوا؟

بھاڑ میں گئیں پھو پھو اور ان کے بیٹے۔ جانور نا ہوں تو۔ یہ جھنجھلایا ہوا جملہ عائشہ کی طرف سے تھا۔ طوبیٰ نے تعجب سے عائشہ کو دیکھا۔ کل تک تو سب ٹھیک تھا۔ دونوں بیچھی جا رہی تھیں ان دونوں کے آگے اب کیا ہو گیا تھا۔

گوار سے نا ہوں تو۔ لندن سے پڑھنے والے اگر اتنے ہی جاہل ہوتے ہیں۔ تو رہیں پھر اپنی جاہلت کے ساتھ۔ غصے میں سر کے نیچے سے تکیہ نکال کر عائشہ نے فرش پہ پھینکا تھا۔

ہوا کیا بتاؤ بھی تو کچھ۔

کیا بتائیں۔۔۔ کہ گھر بسنے سے پہلے اُجڑ گیا۔ یا یہ کہ جس سے میرے ماں باپ شادی کرنے کا سوچ رہے وہ پہلے ہی کسی کو شادی کی آس دلا چکا ہے۔

دل تو چاہ رہا ہے اس آسام کے بچے کو کپڑے کی طرح نچوڑ دوں۔ منحوس نا ہو تو۔ جھنجھلاہٹ میں عائشہ اُٹھ کے بیٹھ گئی تھی۔ طوبیٰ نے حیرت سے صاعقہ کو دیکھا تو اس نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

مجھے بھی رات عائشہ نے یہی سب بتایا۔

یہ سب تمہیں کیسے پتہ چلا؟ طوبیٰ کے پوچھنے پہ عائشہ نے سُنی گئی تمام باتوں کو من و عن سنا دیا۔ طوبیٰ نے گہرہ سانس لیا۔

New Era Magazine

ہو سکتا ہے تمہیں غلط سمجھ آئی ہو۔یک طرفہ گفتگو اکثر غلط سمجھ آتی ہے۔ناول میں نہیں پڑھا تم نے۔

ناولوں کی باتیں تو تم نہ ہی کرو۔انہی کی وجہ سے ہمارا دماغ خراب ہوا تھا۔کہ ان دو گدھوں کے آگے بیچھی جا رہی تھیں۔صاعقہ کے لہجے میں بھی غصہ تھا۔

تمہیں کیا ہوا؟

مجھے کیا ہونا۔ایک اگر گھُنا میسنا ہے تو دوسرا تھرڈ کلاس ٹھرکی۔

مجھے تو سمجھ نہیں آتی پھوپھو کس منہ سے اپنے ان جو کر بیٹے کو ہمارے گھر لائیں تھیں۔ہماری کوئی عزت نہیں۔

عائشہ اتنی ہائپر نہ ہو۔ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو۔اور صاعقہ (صاعقہ کی طرف گھومی) آہان کو ویسے ہی مزاق کرنے کی عادت ہے۔تم اس کو غلط سمجھ رہی ہو۔

تمہیں ان کے حق میں بولنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے طوبٰی۔وہ دونوں اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔۔طوبٰی مزید بھی کچھ کہنے والی تھی۔جب موبائل پہ صارم کی آتی کال دیکھ کر اس نے انہیں چپ کرواتے کال اُٹھائی۔

ہمم صارم کیا ہے؟

تم لوگ اب کیا سازش رچا رہی ہو؟

کیوں کیا ہوا؟ طوبٰی کے ماتھے پہ بل تھے۔

تینوں یونی کی بجائے ہوٹل میں کیا کر رہی ہو؟

اپنا روم نمبر بھیجو میں آ رہا ہوں۔

شرافت سے بیٹھے رہو۔ میں نہیں بتا رہی۔

ٹھیک ہے میں عمر بھائی کو بتا دیتا ہوں۔ وہ خود نبٹ لیں گے۔

اچھا تو اب تم مجھے دھمکی دو گے۔

دوں گا نہیں دے رہا ہوں۔ مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کرو۔ ورنہ میں ڈھنڈورا پیٹوں گا پھر دیکھتی رہنا۔ وہ تو اڑ گی تھا طوبٰی نے دانت پیستے اسے روم نمبر بتا کر کال کاٹ دی۔

کون؟ عائشہ صاعقہ نے پوچھا

صارم مسٹر مصیبت اور کون۔ بابا بو طوطہ کو بھی پر لگ گئے۔ طوبٰی کا موڈ خراب ہوا تھا۔ عائشہ نے دانت پیسے۔ تو صاعقہ نے ایک ہاتھ کا مکا بنا کر دوسرے پہ مارا تھا۔

فکر مت کرو اس کی تعبیت بھی درست کرتے ہیں۔

اس ڈائناسور کی زبان بہت کالی ہے۔ رات ہی منحوس بک رہا تھا۔ اس سے جتنی دور رہو بہتر ہے۔ عائشہ کا موڈ صارم کے نام سے مزید خراب ہو گیا تھا۔

New Era Magazine

دروازے پہ دستک ہوئی تو طوبٰی جو کہ دروازے کے قریب ہی بیٹھی تھی۔اُٹھ کر دروازے کی جانب بڑھی۔

واہ ہلڑ پارٹی؟ خیر ہے

تمہارے آتے کہاں کوئی خیر ہو سکتی۔عائشہ نے جلے کٹے انداز میں اندر آتے صارم کو جواب دیا تو صارم نظر انداز کرتا صاعقہ کے ساتھ جا بیٹھا جو اسے گھور رہی تھی۔

ایسے نہ دیکھو نظر لگ جائے گی۔وہ اچھے موڈ میں لگ رہا تھا۔صاعقہ نے بمشکل اپنے بھائی کی بکواس برداشت کی تھی۔

تمہاری جتنی زبان کالی ہے اتنے ہی تم خود بھی کالے ہو۔بے فکر رہو۔تمہیں ہماری نظر نہیں لگے گی۔

لگتا ہے کچھ بہت بُرا ہوا ہے تمہارے ساتھ۔اسی لئے شکل پہ چالیس بجے ہوئے ہیں۔

اپنے بھائی کو کہو اپنا منہ بند کرلے۔ورنہ میں نے اس کا منہ توڑ دینا۔

تمہیں توڑنے کی ضرورت نہیں یہ کام میری بہن بہت اچھا کر لیتی۔۔۔ہیں نا۔ساتھ بیٹھی صاعقہ سے آخر میں پوچھا تو صاعقہ نے پھر سے دانت پیسے تھے۔

اوہو۔۔۔تم دونوں چپ کرو۔مسلے کا حل نکالنے بیٹھے ہیں بحث کرنے نہیں۔

اس منحوس کے سامنے کوئی بات مت کرنا۔اسی کو تکلیف تھی میری آسام سے شادی

New Era Magazine

پہ۔

اوہ تو یعنی سچ مچ کچھ ہو گیا؟ وہ ہنسا تھا۔

زیادہ بکوا۔۔۔

سٹوپ۔۔۔ طوبیٰ ایک دم سے چیخی تھی۔ وہ دونوں وہی رک گئے جہاں تھے۔

یا تو آسام نام کی فساد کی جڑ کا حل نکال لو یا پھر لڑ لو۔

کل تک تو وہ عائشہ کا ہونے والا شوہر نہیں تھا۔ صارم ہنسا گویا مزاق اُڑایا۔

میں نے نہیں سُنا عائشہ نے فوراً کانوں پہ ہاتھ رکھ لئے تھے۔

اچھا چلو مل کر پرابلم کا حل نکالتے ہیں مجھے بتاؤ کیا ہوا۔

صارم کا اعتماد کمال تھا۔ طوبیٰ نے چند پل اسے دیکھا۔ اور پھر اسے بھی اپنی گینگ میں شامل کرنے کا فیصلہ کرتے ساری بات بتا دی۔

صارم نے سُن کر سر اثبات میں ہلایا تھا۔

مجھے پہلے ہی وہ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ چلو اچھا ہوا پہلے ہی پتہ چل گیا وہ جیسے مطمئن ہوا تھا۔ عائشہ نے گھورا۔

یہ کوئی اتنا بڑا مسلہ نہیں ہے۔ اس کا حل بہت آسان ہے۔ کچھ پل سوچ کر آخر میں صارم نے شیطانی مسکراہٹ ان تینوں پہ اُچھالتے کہا تو طوبیٰ عائشہ اور صاعقہ کو دیکھتے

مسکرائی تھی۔

میرا بھی یہی خیال ہے۔

کڑی دھوپ میں روزہ رکھے کلف لگے سفید شلوار قمیض میں وہ نماز پڑھنے کے لئے باہر نکلا تھا۔دروازے کے پاس ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی آسام نے کلائی پہ لگی گھڑی پہ وقت دیکھتے دروازہ کھولا اور باہر نکلا کر کال اُٹھائی۔

ویسے تمہیں دکھ تو ہوا ہو گا جب تمہیں پتہ چلا کہ آسام دھو کے باز ہے۔وہ ریلنگ سے نیچے طوبٰی کے باغیچے میں جھانک رہی تھی جب صارم کی بات پہ مسکرائی۔آج کل وہ عائشہ کے آگے پیچھے نظر آتا تھا۔عائشہ نے جواب دینے کی بجائے قدم کپڑوں والی بالٹی کی جانب بڑھائے جو کپڑوں سے خالی پانی سے بھری تھی۔اور گیلے کپڑے تار پہ ٹنگے جھول رہے تھے۔

صارم اس کے جواب کا منتظر اسے دیکھ رہا تھا۔عائشہ نے واپس ریلنگ پہ جاتے مڑ کر صارم کی جانب مسکراہٹ اُچھالی اور پھر اگلے ہی لمحے نیچے کی جانب بالٹی اُلٹ دی۔

ہاں بہت۔۔۔کہہ کر اس نے ایک آخری مسکراہٹ صارم کی طرف اُچھالی اور پھر اُچھلتی کودی نیچے بھاگ گئی۔

صارم فوراً ریلنگ کی جانب لپکا۔

نیچے آسام پورا پانی سے بھیگا اوپر چہرہ اُٹھائے غصے سے دیکھ رہا تھا۔صارم کو ہنسی بھی آئی تو چھپا کر بھاگ گیا۔

جبکہ نماز کے لئے تیار کھڑا آسام سر سے پاؤں تک نچڑا کھڑا تھا۔

اس نے دل ہی دل میں عائشہ کو موٹی سی گالی سے نوازہ تھا۔(روزے میں گالی)

آپ آج افطاری میں پکڑے بنائیں گیں؟

ممانی بتا رہی تھیں آپ پکوڑے بہت اچھے بناتی ہیں۔وہ مسلسل صاعقہ کے سرہانے کھڑا اس کا سر کھا رہا تھا صاعقہ نے بمشکل صبر کا گھونٹ پیا اور پھر مروتاً مسکراہٹ آہان کی جانب اُچھالی۔آج کی افطار ان کی طرف تھی۔سب کو ان کی طرف آنا تھا۔

روزہ کھولنے کے بعد پکوڑے کون کھاتا ہے؟وہ صاف جان چھڑا رہی تھی۔

میرا دل چاہ رہا ہے۔آپ بنا دیں پلیز۔

وہ اصل میں کیا ہے۔۔۔کہ منگل کی شام ہمارے ہاں پکوڑے نہیں بنتے اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

او۔۔۔اور بدھ کو؟آہان کے چہرے پہ مایوسی کے تاثرات تھے صاعقہ مسکرائی۔

بدھ کو تو میں سرے سے فرائی چیزیں ہی نہ کھاتی ہوں نہ بناتی ہوں۔میں نے سُنا ہے جو فرائی چیزیں کھاتا ہے اس کے بال جلدی جھڑ جاتے ہیں۔

میرے بالوں کی آپ فکر نہ کریں میں ٹرانسپلانٹ کروالوں گا۔اس کے پاس حل تھا۔صاعقہ ٹماٹر کاٹ رہی تھی۔اس نے غصے میں چھری میز پہ پٹخی۔

آپ کو سمجھ نہیں آرہی میں کیا کہہ رہی ہوں۔جا کہ اپنی ممانی سے کہہ دیں۔صاعقہ اب اچھے پکوڑے نہیں بناتی۔کہہ کر وہ مڑی تھی جب جاتے جاتے رُکی۔

جب کوئی مجھ سے زبردستی کام کروانے کی کوشش کرے نا۔تو میں اس کے کھانے میں جمال گوٹا ڈال دیتی ہوں۔آخر میں وہ مسکرائی تھی۔آہان معصوم بنا دیکھتا رہا۔اور تب تک دیکھتا رہا جب تک کہ چلے نہ گئی۔

یہ جمال گوٹا کیا ہوتا ہے؟اس نے سوچا تھا۔

آسام بھائی آپ چائے پئیں گے؟وہ سب آج عائشہ کی طرف افطار کے لئے آئے تھے جب سب سے چائے کا پوچھتے اس نے آسام کو مخاطب کیا تھا۔آسام فون پہ مصروف مسکرا رہا تھا۔عائشہ کے پکارنے پہ اس نے سنجیدہ سا چہرہ بناتے ایک لمحے کو اسے دیکھا اور پھر واپس فون میں مصروف ہو گیا۔

لے آئیں۔۔۔دھیمی بڑبڑاہٹ تھی۔عائشہ کو اس کا انداز ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔ایک طنز بھری نظر آسام پہ ڈالتے وہ فوراً باورچی خانے کی جانب بڑھ گئی۔

چائے بنا کر کپوں میں ڈال رہی تھی۔جب صاعقہ نے باورچی خانے میں جھانکا۔

کس کس لے لئے چائے بنالی۔

لاؤ میں دے آؤں۔اس نے ٹرے اُٹھانی چاہی تھی جب ایک کپ نکال کر عائشہ مسکرائی۔

آسام "جی" کو چائے میں خود دوں گی۔

یہ مسکراہٹ بہت خوفناک ہے۔صاعقہ مشکوک ہوئی تھی۔عائشہ نے بے پروائی سے شانے اُچکا دیے۔

جاؤ جاکے چائے دو ٹھنڈی ہو جائے گی۔

صاعقہ نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا مگر پھر اس کا موڈ دیکھتے چپ کر کے باہر نکل گئی۔

اس نے اس کے جاتے ہیں چمچ کو نمک سے بھرا اور پھر چائے میں انڈیلتے اچھے طریقے سے چمچ گھما دیا۔

چند لمحے چائے سے بھاپ کو اڑتے دیکھا اور پھر باہر نکل گئی۔

New Era Magazine

صارم بھائی ذرا بات سُنئیے گا۔ صارم آہان سے بات کر رہا تھا عائشہ کی پکار پہ فوراً گھوما۔

کیا مجھے بلایا؟

نہیں آپ کے فرشتوں کو۔(سستا ایکٹر)

آتا ہوں۔

وہ سمجھ گیا تھا ضرور اب کوئی کام ہو گا۔ عائشہ کے پیچھے کچن میں آیا تو عائشہ پر چ میں کپ رکھے نظر آئی۔

یہ لو آسام عرف لنگور کو دے کے آؤ۔

کہیں اس میں زہر تو نہیں ملا دیا۔ صارم نے مزاق کیا تو عائشہ نے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

صارم ہنستا چائے لئے باہر نکلا تو پیچھے ہی عائشہ بھی نکل گئی۔

یہ لیں آسام بھائی چائے۔ گو کہ صارم کو لگ رہا تھا کہ عائشہ نے ضرور گڑ بڑ کی ہے لیکن پھر بھی بھلے کی اُمید کرتے اس نے چائے آسام کو پیش کی۔

عائشہ صارم کے صوفے کے پیچھے کھڑی آسام کو دیکھ رہی تھی۔ آسام مسلسل فون پہ مصروف مسکرا رہا تھا۔ جبکہ باقی سب باتوں میں مصروف تھے۔ فون چلاتے آسام نے ہاتھ چائے کی جانب بڑھایا تو ساتھ ہی عائشہ کی نظروں نے بھی سفر کیا۔

آسام نے جیسے ہی چائے کا گھونٹ لیا۔ تیز نمک اور بد ضائقے کی بدولت ساری چائے پھوار کی صورت باہر آنکلی تھی۔ ارد گرد بیٹھے افراد ایک دم سے خاموش ہوئے۔ شائستہ اور نورین جہاں اس کی پشت تھپکنے کو لپکیں وہیں ریحانہ نہ بسم اللہ پڑھا تھا۔ صارم نے فوراً عائشہ کو دیکھا جو مسلسل آسام کو مسکراتے دیکھ رہی تھی۔ آسام نے کھا جانے والی نظروں سے سامنے کھڑی چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا تھا جو اب سر کے بالوں کو جھٹکے سے دائیں کندھے سے بائیں پہ منتقل کرتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ چکی تھی۔

ہنہہ آیا بڑا مجھے رجیکٹ کرنے والا۔

---------------- محترمہ آپ کو چلنے کی تمیز نہیں ہے؟ عائشہ اپنا سر مسل رہی تھی۔ جب آسام کے کاٹ دار لہجے پہ غصے سے اسے دیکھا۔

نہیں ہے پھر؟ اس نے جب سے آسام کی باتیں سُنی تھیں دل سے ہی اُتر گیا تھا۔ مزاق شرارتیں اپنی جگہ۔ مگر جگہ جگہ منہ ماری کرنے والے مردوں سے اسے نفرت تھی۔

لگ رہا ہے۔۔۔ فون پہ میسج بیل بجی تو وہ تبصرہ کرتا آگے بڑھنے والا تھا جب عائشہ نے ماتھے پہ بل ڈالے فوراً حساب چُکتا کرنے کا سوچتے اس کے آگے بازو کر کے جانے کا رستہ روکا۔

اوئے لنڈی کُکڑ بد تمیز کس کو بول رہے ہو۔ اور اوپر سے بول کے جا کہاں رہے ہو؟ اتنی

تذلیل منہ نہ توڑ دیتی وہ۔آسام نے نفرت سے عائشہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا تھا۔

گوار۔۔۔بڑبڑا۔

میں نے گوار ہو کر تم جیسے کو منہ نہیں لگایا تو میرے دور کے کزن پڑھی لکھی تو پھر تمہیں جوتے پہ بھی نہیں جانے گی۔عائشہ کی زبان نہیں برچھی تھی۔جو ٹک ٹک چلتی تھی اور رستے میں آئی ہر چیز کاٹ ڈالتی تھی۔آسام کا بس نہیں چلا تھا کہ وہ اس لڑکی کو کہیں گم کر دے۔

میرے خیال میں تم کبھی کسی کالج، سکول نہیں گئی۔اسی لئے ایسے بول رہی ہو۔

میں جاہلوں کے منہ نہیں لگتا۔اس نے پھر سے قدم آگے بڑھانے چاہئے تھے جب عائشہ پھر سے سامنے آگئی۔عائشہ کے ماتھے پہ اب کی بار بے تحاشا بل تھے۔

میں اگر جاہل گوار ہوں تو تم تو سرے سے اندھے ہو۔منہ ماری کرنے والے دغاباز مرد ہو۔

لوگوں کی بیٹیوں کو بے عزت کر کے اپنے آپ کو کہاں کا سُلطان سمجھتے ہو۔تم جیسوں کو مجھ جیسی تو کیا۔مجھ سے بھی نیچلے درجے کی لڑکیاں منہ لگائیں۔۔۔آیا بڑا بات کرتا ہے۔

ہم ناولز پڑھنے والی لڑکیاں۔۔۔سب سے زیادہ حفاظت اپنی عزت اور آن کی کرتی

ہیں۔لوگ کہتے ہیں ہم خواب دیکھتی ہیں۔ مگر ہم خواب میں ہمیشہ عزت اور وقار دیکھتی ہیں۔آئی سمجھ۔جو شخص ہمیں عزت سے مخاطب نہ کرے۔ہم اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتیں۔چلو نکلو ادھر سے۔کہہ کر اس نے اسے اسی کے انداز میں سر سے پاؤں تک طنز سے دیکھا۔اور پھر اپنے حصے کی طرف بڑھ گئی۔ملنے تو وہ طوبیٰ سے آئی تھی۔مگر آسام کا دن خراب تھا جو اس سے ٹکرا گیا۔

مجھے اس جاہل لڑکی سے شادی نہیں کرنی۔آپ ماموں کو انکار کر دیں۔آسام بھرا بیٹھا تھا۔کلثوم بیگم نے گہرہ سانس لے کر بیٹے کو بے بسی سے دیکھا۔

وہ بہت اچھی ہے آسام تم۔۔۔

وہ اچھی ہے یا نہیں مجھے فرق نہیں پڑتا۔بس مجھے اس سے شادی نہیں کرنی۔تھرڈ کلاس لڑکی آپ کو نہ جانے کیوں اچھی لگ گئی۔

آپ جانتی ہیں کل اس نے میری چائے میں نمک ڈال دیا تھا۔اور اس سے پہلے پانی۔ایسی حرکتیں صرف گوار لڑکیاں کرتی ہیں۔

بھائی آپ آہستہ بولیں گے۔آہان ایک دم سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔کلثوم نے ہاتھ مسلے۔

آسام باہر کی لڑکیوں سے گھر کی لڑکیاں اچھی ہیں بیٹا۔

مجھے باہر والیوں پہ زیادہ بھروسہ ہے امی۔اور ایسی لڑکی جس نے انٹر بمشکل مر مر کر کیا تھا۔آپ چاہتی ہیں میں۔۔۔یعنی ڈاکٹر آسام فرقان اس سے شادی کرے؟

ناممکن۔۔۔ناک چڑھا کر اس نے تفاخر سے رد کیا تھا۔آہان تو بھائی کو دیکھ کر رہ گیا۔وہ اتنا مغرور کب سے ہو گیا تھا۔

لڑکی اچھی ہو تو بھائی شادی کر لینی چاہیے۔ورنہ جیسی آپ چاہتے ہیں۔ان کا نہ دین ہوتا ہے نہ ایمان۔پلیز آپ۔۔۔

شٹ اَپ آہان۔۔۔میں تم سے بات نہیں کر رہا۔اس نے فوراً آہان کی بات کاٹ دی۔آہان نے گہرہ سانس لیا۔

دروازے پہ کھڑے صارم نے بمشکل غصہ پیتے مٹھایاں بھینچ لیں۔اور پھر غصہ نگلتے دروازے پہ ہلکی دستک دیتا اندر داخل ہوا۔

پھوپھو اور آہان اسے دیکھ کر شرمندہ ہوئے تھے جبکہ آسام نے پہلو بدلا تھا۔صارم بروقت مسکرایا۔اور پشت پہ بازو باندھ لئے۔

معذرت چاہتا ہوں آپ لوگوں کی پرائیوسی میں مدخل ہوا۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مجھے حق ہے کہ میں اس وقت یہاں پہ کچھ باتیں کلیئر کر دوں۔

وہ تینوں اسے دیکھ رہے تھے۔

سوری پھوپھو۔۔۔ابھی جو میں کہنے جا رہا ہوں شائد آپ کو بُرا لگے۔لیکن میں اپنے گھر کی عورتوں کی تذلیل برداشت نہیں کر سکتا۔

کلثوم اس کی بات پہ شرمندہ ہوئی تھیں۔

آسام عائشہ کی شادی ہم تم سے نہیں کر رہے۔۔۔یہ فیصلہ جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔

اور تمہیں کوئی حق نہیں ہے۔کہ تم محض اپنی محبت بچانے کے لئے میرے گھر کی عورتوں کا مزاق بناؤ۔

وہ چاہیے بولڈ اور قابل نہ بھی ہوں۔وہ باکردار اور صاف دل کی مالک ہیں۔اوران کی پارسائی ان کے چہروں سے جھلکتی ہے۔تمہیں کوئی حق نہیں ان کو بے عزت کرو۔ اگر تمہیں شادی نہیں کرنی۔مردوں کی طرح باہر جا کر سب کو بتاؤ۔اور یہ بھی بتاؤ کہ تم کسی اور سے محبت کرتے ہو۔لیکن اب اگر تم نے یہ کہا کہ عائشہ بدتمیز یا بُری ہے۔تو میں تمہیں چلنے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔صارم آسام سے عمر میں آدھا تھا۔مگر اس کے الفاظ اور لہجے نے ان تینوں کو دنگ کر دیا تھا۔

صارم بیٹے آپ۔۔۔پھوپھو نے کچھ کہنا چاہا تھا جب پھر سے صارم بول اُٹھا۔

پھوپھو میں شام میں ابو سے بات کرنے والا ہوں۔عائشہ کی شادی مجھ سے ہو گی۔آپ بہتر ہے اپنے بیٹے کا انتظام کہیں اور کر لیں۔لیکن میرا مشورہ مانیں اس کو کسی وہیں کی لڑکی سے باندھ دیں۔یہ یہاں کی نیک اور پاک باز لڑکیوں کے قابل نہیں ہے۔آخری جملے اس نے دانت پیستے ادا کئے تھے۔آسام کے جبڑے تن گئے تھے۔جبکہ صارم مذید کسی کو کوئی موقع دئے بغیر باہر نکلتا چلا گیا۔

اس نے باہر آکر بالوں پہ ہاتھ پھیرتے گہرہ سانس لیا تھا۔جب سامنے کھڑی روتی عائشہ کو دیکھ کر وہیں ٹھہر گیا۔

عائشہ نے نم پلکوں سے اسے دیکھا اور تیزی سے صاعقہ کے کمرے کی بھاگ گئی۔

یہ سب کیا سُن رہا ہوں میں صارم؟بلال حمزہ نے بیٹے کو سنجیدہ نظروں سے دیکھتے پوچھا۔جو سب کے درمیان سر جھکائے بیٹھا تھا۔پھوپھو کلثوم نے گہرہ سانس لیتے اس کا کندھا تھپکا۔

اس کی کوئی غلطی نہیں ہے بلال۔۔۔آسام کی غلطی ہے۔میں آسام کی طرف سے بہت شرمندہ ہوں۔صارم نے آہستہ سے ابو کو سر اُٹھا کر دیکھا۔(یااللہ مجھے اب بچا لینا۔۔۔میری اگلی بات سُن کر کہیں ابو میرا قتل ہی نہ کر دیں)

New Era Magazine

ابو آپ ارسلان تایا سے بات کریں۔۔۔انہیں عائشہ کے لئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ ہمیشہ سے بگڑا ہوا بولڈ انسان تھا۔لیکن اب کچھ زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔بلال صاحب نے گردن گھما کر تمام خاموش بیٹھے نفوس پہ نگاہ ڈالی۔

تم جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟ کبھی جوان دونوں کی بنی ہو۔اب اس کے منہ سے اس کی حریف کے بارے میں سُن کر وہ حیران نہ ہوتے تو کیا کرتے۔

میں سمجھ رہا ہوں میں کیا کہہ رہا ہوں۔آپ سب بھی تو سمجھیں۔

ایک انسان ہمارے گھر کی لڑکی کی اتنی توہین کرے۔تو یہ کیسے ممکن ہے ابو کہ ہم اسی سے اپنی لڑکی کو باندھ دیں۔ہماری خواتین ہم پہ بوجھ نہیں ہیں۔وہ اٹھارہ انیس سال کا لڑکا کہیں سے نہیں لگ رہا تھا۔شائستہ نے اپنے بیٹے کے الفاظ پہ سرشار ہوتے سر اُٹھا کر حاظرین پہ نظر ڈالی تھی۔

ارسلان اور نورین خاموشی سے بیٹھے تھے۔

ڈاؤد صاحب نے مسراتے صارم کا کندھا تھپکا۔

ٹھیک ہے۔۔۔تم اب جاؤ۔انہوں نے اسے جانے کا اندیہ دے دیا تھا۔صارم دل کی ڈوبتی ڈھڑکن کو سہلاتا اُٹھ گیا۔

بتائیں ارسلان بھائی مجھے اپنی بیٹی دیں گے۔آخر بلال بھی مسکرائے تھے۔ان کی سب سے بڑی خواہش جو پوری ہونے جا رہی تھی۔ارسلانے نے نورین کو دیکھا۔جنہوں نے بس نظر جھکالی تھی۔

ارسلان اُٹھ کر بھائی کے گلے ملے۔

میرے لئے اس سے بڑی خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔کہ میری ایک اکلوتی بیٹی میری نظروں کے سامنے ہی رہے۔

مجھے اس رشتے پہ بھلا کیسے عتراض ہو سکتا ہے۔وہ تو جیسے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔سب بڑے مسکرائے۔تو کلثوم نے بھی سکھ کا سانس لیتے دوبارہ سے جھولی پھیلائی۔

بلال میرے آہان کا بھی کچھ فیصلہ کر دو۔سب ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے کلثوم کی آواز پہ انہیں دیکھنے لگے۔

داؤد صاحب نے بھائی کو دیکھا۔انہوں نے بھی مدد طلب نظروں سے بڑے بھائی کو دیکھا تو وہ سمجھ گئے۔

ابھی اس بات کو رہنے دو۔ابھی اس فیصلے کو وقت پہ۔۔۔۔۔

نہیں بھائی۔۔۔آہان آسام سے بالکل مختلف ہے۔وہ آپ کو کبھی مایوس نہیں کرے

گا۔وہ میرا بیٹا بہت اچھا ہے۔اور وہ صاعقہ کو پسند بھی کرتا ہے۔پلیز اس کے ساتھ یہ نہ کریں۔اسے اس کے بھائی کی وجہ سے سزا مت دیں۔کلثوم تو آبدیدہ ہی ہو گئی تھیں۔داؤد صاحب نے پھر سے بھائی کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

ٹھیک ہے پھر۔۔۔دونوں بچوں کا نکاح عید کے دوسرے دن شام میں رکھ دیتے ہیں۔

ابھی عید میں ہفتہ باقی ہے۔تیاری کر لیجئے۔داؤد مسکرائے تھے۔

باقی سب کے چہروں پہ بھی خوشی کا جہان آباد تھا۔

کیا کہہ رہے ہیں سب ؟ طوبٰی نے عمر کو میسج پہ پوچھا تو سب میں بیٹھا عمر مسکرایا۔

کہہ رہے ہیں۔۔۔طوبٰی اور عمر کی رخصتی۔۔۔اس عید پہ کر دیں۔

عمر میرے ساتھ زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کرو۔تمہیں پتہ ہے یہ ابھی ممکن نہیں۔طوبٰی فوراً روہانسی ہو گئی تھی۔عمر نے مسکراہٹ دباتے میسج ٹائپ کرنا شروع کیا۔

تم خود ہی تو کہتی ہو کہ میں بچپن سے ہی تمہارے پہ فدا تھا۔

رخصتی کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔دائیں ہاتھ میں فون پکڑے انگوٹھے سے

ٹائپ کرتے۔ بائیں ہاتھ کے ناخن چباتے وہ اپنے کمرے کی بلکنی پہ نیچے زمین پہ آلتی پالتی مارے بیٹھی تھی۔ جبکہ عائشہ صاعقہ اس کے دائیں بائیں کندھوں سے فون پہ جھکی تھیں۔ عمر کو پٹڑی سے اُترتا دیکھ کر دونوں نے ناک چڑھائے۔

ایک تو عمر بھائی۔۔۔

پوچھو بھی ان سے۔۔۔ اپنا منجن بیچنے بیٹھ گئی ہو۔ عائشہ نے اس کا گھٹنا پکڑ کر ہلایا تو طوبیٰ نے فوراً دوبارہ مطلب کی بات پوچھی۔

عائشہ کا کیا فیصلہ ہوا؟

پتہ چل جائے گا تمہیں اتنی جلدی کیا ہے۔ عمراب جا نبوجھ کے سسپینس بڑھا رہا تھا۔ عائشہ نے دانت پیسے۔

یہ کسی دن مرے گا۔ اور اس کا خون میرے ہاتھوں ہو گا۔

میں نے کتنی بار کہا ہے۔ کہ میرے ڈاکٹر کے خلاف ایک لفظ نہیں۔ فون کی سکرین نیچے کو کرتے طوبیٰ بگڑی تو عائشہ نے کان پکڑ لئے۔

معافی ملے گی؟ یار طوبیٰ عمر کو بھی تو دیکھو۔ ادھر اُدھر کی ہانکے جا رہا ہے۔ کام کی بات کرتا ہی نہیں۔ صاعقہ بھی منتظر تھی۔

طوبیٰ نے پھر سے میسج ٹائپ کیا۔

عمر میری جان۔۔۔آپ مجھے میری بات کا جواب کیوں نہیں دے دیتے۔ مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔ میسج ٹائپ کر کے اس نے شیطانی مسکراہٹ ان دونوں پہ اُچھالی جو فون کی سکرین پہ جھکی تھیں۔ میسج پڑھ کر فوراً کانوں کو ہاتھ لگانے لگیں۔

مطلبی عورت۔۔۔۔

عمر اس کے طرزِ تخاطب پہ بے اختیار ہنسا تو ارد گرد بیٹھے بڑوں نے فوراً اسے گھورا تھا۔ عمر شرمندہ ہو گیا۔

عائشہ کا نکاح ہو رہا ہے صارم سے۔۔۔اور صاعقہ۔۔۔۔آخر سے اس نے جا نبوج کے جملہ اُدھورا چھوڑ دیا تھا۔ میسج پڑھتے ہی تینوں پہ ایک لمحے کو مرگ کی سی خاموشی پھیل گئی۔ عائشہ نے جہاں ان دونوں کو دیکھا تھا۔ وہیں صاعقہ اور طوبیٰ نے عائشہ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا تھا۔

اللہ تمہیں صبر دے۔ سب سے پہلے حوش طوبیٰ کو آیا تھا۔ اس نے عائشہ کا کندھا تھپکتے کہا تو صاعقہ ہنستی فوراً عائشہ کے ساتھ جا لگی۔

ہائے عاشو یہ کیسے؟ صاعقہ اس کے گلے لگی کھڑی تھی۔ عائشہ فوراً دور ہٹی۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ مجھے بلی کی بکری بنایا جا رہا ہے؟

تمہیں بلی کی بکری بننے سے بچایا جا رہا ہے محترمہ۔۔۔اور میرے بھائی نے پیدا ہونے

سے دس منٹ پہلے تک کوئی کام ڈھنگ کا نہیں کیا ایک سوائے اس کے۔

ہائے عاشواب ہم ایک گھر میں ہی رہیں گے۔صاعقہ پر جوش تھی۔طوبٰی نے پھر سے میسج پڑھا تو دونوں ابرو اُٹھا کر دونوں کو دیکھا۔

صاعقہ تمہارے لئے بھی کوئی فیصلہ ہوا ہے۔صاعقہ کچھ کہنے والی تھی۔طوبٰی کی بات پہ دونوں فون کی طرف لپکیں۔

صاعقہ کا کیا عمر؟

پہلے کہو عمر آپ اس دنیا کے بہترین شوہر ہیں۔پھر بتاؤں گا۔

اللہ معاف کرے۔۔روزے میں جھوٹ بولوں۔وہ فوراً بڑبڑائی تھی۔مگر پھر میسج ٹائپ کیا۔

جی جی آپ ہیں۔۔۔۔ چلیں اب بتائیں صاعقہ کا کیا فیصلہ ہوا؟

صاعقہ کا نکاح آہان سے عائشہ کے ساتھ ہی ہوگا۔دونوں سے کہہ دو تیاری پکڑیں۔وہ جانتا تھا وہیں بیٹھی ہوں گیں۔طوبٰی نے صدمے کا شکار صاعقہ کو دیکھا جو تقریباً وہیں لڑکھ گئی تھی۔عائشہ اور طوبٰی نے اسے کے کندھے سہلائے۔

اللہ تمہیں صبر دے بہن۔بس اللہ کو یہی منظور تھا۔

تم سے اچھی تو فوزیہ (ملازمہ) لگ رہی ہے۔دیکھو پنک کلر کے کپڑوں میں کتنی اچھی لگ رہی ہے۔عائشہ سیاہ گاؤن میں سرخ دوپٹہ سر پہ جمائے صارم کے ساتھ نکاح کے بعد لا کے بیٹھائی گئی تھی۔اور صارم نے اسے دیکھتے ہی جو بات کہی تھی اس نے عائشہ کا موڈ ایک دم سے خراب کیا۔

اسلام میں تمہارے لئے چار جائز ہیں۔فوزیہ سے بھی ایک کر لو۔وہ دولہن ضرور تھی۔مگر شرمانے والی بالکل نہیں۔صارم نے ہنستے ہوئے عائشہ کو دیکھا۔

خیر اب وہ اتنی بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ویسے فوزیہ شادی شُدہ ہے بھلا؟وہ ابھی بھی شرارت پہ آمادہ تھا۔عائشہ سامنے دیکھ رہی تھی۔صارم کی بات پہ چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔اس

وقت دانت نکالتے اتنے زہر لگ رہے کہ کیا بتاؤں۔دانت اندر کر لو پتہ ہے بتیس ہیں۔عائشہ نے آج کے دن میں اپنا موڈ خراب نہیں کرنا تھا اس نے طوبٰی کے پڑھائے پاٹ کو دل ہی دل میں دوہرایا تھا۔اب کی بار خاموش ہونے کی باری صارم کی تھی۔

دوسری جوڑی کا تو ناراضگی اور منانے کا سیشن ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔

تم اب بھی ناراض ہو؟

نہ ہوں؟۔۔۔میں نے کہا بھی تھا۔کہ تم شال میرے لہنگے کے ہم رنگ کی لینا مگر تم

New Era Magazine

نے میری ایک نہیں مانی۔ساعقہ نے فرمائش کی تھی کہ آہان اس کے کپڑوں سے ہم رنگ شال کندھوں پہ ڈالے۔ مگر قلتِ وقت کی بدولت یہ ممکن نہ ہو سکا تھا۔ جس پہ وہ ان ناراض تھی۔

اچھا اب رخصتی پہ ایسے کر لیں گے۔اب موڈ ٹھیک کر لو۔دیکھو ویسے کتنی پیاری لگ رہی ہو۔ لیکن جب ناک چڑھاتی ہو۔ساری خوبصورتی مر جاتی۔

اس حربے نے کام کیا تھا صاعقہ ایک دم سے خوش دلی سے مسکرانے لگی۔

اب ٹھیک ہے؟

ہاں پرفیکٹ آہان ہنسا تھا۔

عمر میں کیسی لگ رہی ہوں۔پیلے فراک پہ غلابی دوپٹہ لئے اس نے گھومتے عمر سے پوچھا تو عمر نرمی سے مسکرایا۔

بہت اچھی۔

ہیں نا۔۔۔طوبیٰ فوراً اس کے ساتھ آن کھڑی ہوئی تھی۔

یاد ہے کسی نے کہا تھا۔ کہ میں چودویں کا چاند ہوں۔وہ اسے نکاح کی رات کئے جانے والی تعریف کا ریفرنس دے رہی تھی۔عمر نے چہرہ جھکا کر مسکراہٹ چھپائی۔

اچھا۔۔۔کوئی پاگل ہی ہوگا۔اس بات پہ طوبیٰ نے گردن گھما کر اسے دیکھا تھا۔

تم نے کہا تھا ڈاکٹر عمر داؤد کہ طوبیٰ تم چوہدویں کا چاند ہو۔

میں نے؟ حیران ہوا

یہ ناممکن ہے۔ضرور کسی آسیب کا اثر ہوگا مجھ پہ جو میں نے ایسے کہہ دیا۔ورنہ تم اور چاند نیور۔۔۔کوئی جوڑ نہیں۔وہ مسلسل شرارت پہ آمادہ تھا۔

عمر۔۔۔تم اتنے سستے جوکس کہاں سے لاتے ہو؟اس کے کالر کو درست کرتے طوبیٰ نے دانت پیستے پوچھا تھا۔کہ تبھی کیمرہ مین نے دونوں کی تصویر کھینچ لی۔

تمہاری شکل دیکھتے ہی مجھے جوکس یاد آجاتے ہیں۔دور سے دیکھنے پہ دونوں بہترین رومینٹک کپل تھے۔اور پاس آکر گفتگو سنو تو اندازہ ہوتا کہ کبھی انہوں نے رومینٹک بات بھی نہیں کی ہوگی۔

چلو پھر غور سے مسز طوبیٰ عمر کا چہرہ دیکھ لو۔اور جتنے جوکس از بر کرنے ہیں کر لو۔کونکہ یہ چہرہ تاحیات تمہیں نظر آئے گا۔اور کیا پتہ مستقبل میں جوکس کی بجائے کچھ اور نظر آئے۔اس کے ساتھ کھڑی سجیدگی سے کہہ رہی تھی۔اور ساتھ ہی سامنے لوگوں کو دیکھ رہی تھی۔

چھوٹی سی نکاح کی تقریب میں۔۔۔صرف گھر کے ہی لوگ شامل تھے۔اور اسی

تقریب میں آسام بیٹھا فون پہ مصروف رانیہ سے بحث کر رہا تھا۔کچھ لوگ گھر آئی لکشمی کو خود بھیجتے ہیں۔وہی حساب آسام کا تھا۔رعب اور رتبے نے ایسی پٹی اس کی آنکھوں پہ باندھی تھی۔کہ کھرے کی پہچان ہی نہ کر پایا۔

ختم شد

نوٹ

چودہویں کا چاند از زمر الہی پارٹ 2 پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔
نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine